

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ (الحدیث)
علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد ششم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد زین الدین رحمہ اللہ، مدظلہ العالی
خلیفہ و مجاز حضرت خاتون الامت پرنامبرٹ (خلیفہ و مجاز حضرت سید جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ سیدہ یونین

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد ششم)
ماخوذ از خطبات : حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب : ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت و تزئین : مولانا عبید الرحمن قاسمی و مولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام : مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد : تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت :
ناشر : مکتبہ طیبہ نرسفید مسجد، دیوبند، سہارنپور - 247554 (یو پی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com

E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	9
2	تقریظ	10
3	حرف اول	12
4	حضور اکرم ﷺ کی نظر میں عورتوں کا اکرام	13
	رحم دلی کی ایک اور تصویر، ۹ ہجری	14
	اپنا جائزہ	15
	ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے	15
5	درخت اور پیڑ، پودے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں	17
	ان تینوں کے بغیر حیوانات کی بقائیں نہیں	20
6	پاکیزہ قلوب ہی قیامت کے دن کامیاب ہوں گے	22
	نا کام کون اور بامراد کون	23

7	مریض کی عیادت اور اس کی فضیلت واہمیت	25
	مسلمانوں کے آپسی حقوق بھی ہیں	26
	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق نبوی ﷺ	28
8	فخر انسانیت ﷺ	29
	آپ ﷺ کے طفیل دنیا وجود میں آئی	31
9	علم نور الہی ہے جو تعظیم و تکریم سے حاصل ہوتا ہے	35
	علم حاصل کرنے کیلئے تقویٰ و پرہیزگاری	37
10	قرآن کریم کی تلاوت کے فضائل	38
	قرآن پاک پڑھنے والے کی مثال	39
	قرآن کی تلاوت کرنے اور نہ کرنے والوں کی مثال	40
	ایک حرف کی تلاوت پر ستر نیکیاں	41
	تلاوت کی ہوئی آیت قیامت میں نور ہوگی	42
	ایک آیت کی تلاوت عرش کے علاوہ ہر شے سے افضل	43
	روزہ اور قرآن سفارشی ہوں گے	44
11	مسلم معاشرے میں مساجد کا کردار	45
	مسجد کا تعلق امت کی زندگی سے ہے	46
	مساجد اتحاد پیدا کرتی ہیں	48
12	علم سے درجات بلند ہوتے ہیں	49
	علم کی بھی مختلف قسمیں ہیں	50
	مجلس علم کی برکت	51
13	بیٹی کے متعلق معاشرے کے جاہلانہ تصورات	53

- 54 بیٹی بھی نعمت بیٹا بھی نعمت
- 56 بیٹیوں کی فضیلت
- 56 بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جہنم سے چھٹکارہ نصیب ہوگا
- 58 غیر مسلموں کے ساتھ اسلام کا عدل و انصاف 14
- 59 ذمیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا جائیگا
- 60 اسلامی عدالت کا حیرت انگیز واقعہ
- 62 بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دیں 15
- 63 لڑکیوں کی شادی کیلئے انکی مرضی کا خیال رکھیں
- 65 آج بھی لڑکیوں پر ظلم کیا جاتا ہے
- 66 اہل جنت خوبصورت اور حسین و جمیل ہوں گے 16
- 67 اہل جنت ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک
- 68 جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر
- 70 پڑوسی کے حقوق 17
- 71 پڑوسی چالیس گھروں تک
- 72 پڑوسی کو حق شفعہ
- 74 خون کا عطیہ 18
- 75 بلڈ بینک کا قیام درست ہے
- 78 بزرگوں کی توہین کرنے والا منافق ہے 19
- 79 صحابہ اسلام کا کامل نمونہ تھے
- 81 مغربی ممالک کی حالت زار
- 83 پڑوسی کی اہمیت 20

- 84 اچھے اور برے ہونے کا معیار
- 85 ہمسایہ سے حسن سلوک
- 86 پڑوسیوں کو ستانے والا مومن نہیں
- 87 ائمہ کرام کی ذمہ داریاں! 21
- 88 امام کا اصل فریضہ
- 89 خطبہ جمع کی اہمیت
- 90 مساجد تحفظ دین کے قلعے
- 91 رشتہ داروں کیساتھ حسن معاشرت 22
- 92 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیمتی نصیحت
- 93 حسن سلوک کی سب سے زیادہ حقدار ماں ہے
- 95 اصلاح و تربیت کی عظیم مثالیں 23
- 96 صحابی رسول عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ
- 98 حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحت اپنے لخت جگر کو
- 99 غیبت زنا سے بڑھکر
- 100 دس قسم کے خوش نصیب لوگ 24
- 101 سات خوش قسمت عرش کے سائے میں
- 102 حامل قرآن کیلئے قرآن سفارش کریگا
- 104 بیٹیوں پر احسان کرنے کا اجر 25
- 105 بیٹی رحمت کا خزانہ
- 106 ماں کی ممتا
- 107 صحابہ کے مزاج

- 26 جہیز مسلم سماج کے لئے داغ ہے
- 108
- 109 جہیز بھی ایک کرپشن ہے
- 111 خیر القرون کی شادیاں
- 113 بڑوں کا ادب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیسے کیا؟
- 27
- 114 ہر موقع پر بڑوں کا خیال کریں
- 117 بڑوں کی مجلس میں ادب سے بیٹھیں
- 118 جنت کی نورانیت کہاں ملتی ہے؟
- 28
- 120 والدین کے حقوق
- 121 ماں کے حقوق باپ سے زیادہ
- 123 بیٹیوں کے حقوق ادا کر نیوالا جنتی ہے
- 29
- 124 بیٹیوں کے حقوق کی ادائیگی کر نیوالا جنت میں داخل ہوگا
- 125 بیٹیوں کی اچھی پرورش جنت میں داخلہ کا سبب ہوگی
- 126 دو بیٹیوں یا بہنوں پر بھی حسب کفایت خرچ جہنم سے بچاؤ کا سبب ہوگا
- 30 قیامت کے دن پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گے
- 127
- 128 فحشہ اولیٰ کے وقت دنیا کی حالت کیا ہوگی
- 129 آسمان و زمین
- 31 پڑوسی کی ضروریات کا خیال لازم ہے
- 131
- 132 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار ارشاد
- 133 ہمسایہ کو کھانے کا تحفہ
- 32 مرنیوالے سے قبر میں سوال و جواب
- 135
- 136 مومن بندہ قبر میں مطمئن ہوتا ہے

- 137 فرشتے کہیں گے تو دلہن کی طرح سو جا
- 139 جو قبر میں کامیاب ہو گیا وہ بعد میں بھی کامیاب ہوگا
- 140 علماء کرام کی صحبت اور فضیلت 33
- 141 علماء کی صحبت کے سات فوائد
- 142 علماء کا مقام اور صحبت کا اثر
- 144 حجاب عورت کی ترقی میں کبھی رکاوٹ نہیں!..... 34
- 148 علم دین سے فہم و بصیرت حاصل ہوتی ہے 35
- 149 علم کی حقیقت
- 153 غیر مسلموں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک 36
- 154 غیر مسلم کی عیادت
- 155 تبلیغ اسلام طاقت کے زوروں پر نہیں
- 156 نبی رحمت
- 157 اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا 37
- 158 زمین کی روٹی
- 159 اللہ کا دیدار سب سے بڑی نعمت



طالبات تقریر کیسے کریں؟ کی جلد ششم کا

ثواب اور ثواب

صاحبزادہ رسول اکرم حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کے القاب ”طیب“ و ”طاہر“ ہیں، جن کی عمر طفلی میں رحلت پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ نے نعوذ باللہ ”ابتر“ کے نام سے پکارا، جس کا جواب اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں خود کفار کے ابتر ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبداللہ کے بدلے ”حوض کوثر“ کی خوشخبری سنائی، گویا صاحبزادہ محترم حضرت عبداللہ ساری امت کے لئے ”آب کوثر و جام کوثر“ کے ذریعہ یوم قیامت رحمت ہیں۔ آپ کی ذات اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

غلام غلامان صاحبزادہ رسول اکرم

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاؤلی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸ جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی زید مجربہم
ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

زمانہ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقام اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم و تربیت کو لازمی اور اجر و ثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل و رسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلویا تا کہ وہ بھی معاشرے میں سکون و اطمینان کی زندگی گزار سکے۔

آج جب یورپی تہذیب و تمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جا رہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی و ذلت کو فخر و منزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظام حیات کو دہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب و مقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نگہ تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح و تربیت کے متعلق خصوصی ارشادات و فرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم و تربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظم و مستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہو سکے۔

برادر کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ و تمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ”طالبات تقریر کیسے کریں؟“ ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عنوان وین کو اخذ کر کے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذات باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ”طالبات تقریر کیسے کریں؟“ کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ و جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلد آرقاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۷ جون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

الحمد للہ بعد نماز جمعہ احاطہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح و تربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کر سکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہو گئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸ جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

حضور اکرم ﷺ کی نظر میں عورتوں کا اکرام

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحَدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ لَدُنِّي بَعْدَهُ أَمَّا
بَعْدُ. فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.
وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

مشفق و مہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم نے حضور پر نور ﷺ کی بہت سے مقامات پر تعریف فرمائی ہے جس آیت کو میں نے آپ کے سامنے پڑھا ہے اس میں اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے خلق عظیم کو ذکر فرمایا ہے۔ اے میرے حبیب قریش مکہ آپ کو مجنوں سا حرا و شاعر کہہ رہے ہیں یہ غلط کہہ رہے ہیں آپ تو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر فائز ہیں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ. اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو سارے جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کریں تو قدم قدم

پر آپ ﷺ کی امت پر شفقت و مہربانی اور رافت و رحمت کا پتہ چلے گا۔ چنانچہ ایک غزوہ میں ایک لڑکی قید ہو کر آئی اس کا واقعہ سماعت فرمائیں۔

”اے محمد ﷺ! میرے والد وفات پا چکے ہیں اور میرا سر پرست فرار ہو چکا ہے۔“ معلوم کر کے بتایا گیا کہ یہ حاتم طائی کی بیٹی ہے اور اس کا فرار ہونے والا سر پرست اس کا بھائی عدی ہے۔ اس لڑکی نے التجا کی ”اے محمد ﷺ! مجھے رہا کر دو، میرے والد بڑے سخی، رحم دل اور غریب نواز تھے اور کبھی کوئی محتاج ان کے پاس سے خالی نہ پلٹتا تھا۔“ آپ ﷺ کو رحم آیا لڑکی کے سر پر چادر اوڑھائی اور فرمایا، ان کے والد مکارم الاخلاق والے تھے یعنی اچھی عادت و اطوار، معاملات، سخی، غریب نواز اور رحم دل تھے۔ یہ شفقت دیکھ کر وہ لڑکی ایمان لے آئی۔ اپنے قبیلہ میں جا کر دین کی دعوت دینے لگی اور بھائی عدی کو بار بار سمجھاتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو کر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صف میں شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو، اور وہ سب اللہ کی رضا پر راضی ہوئے۔

رحم دلی کی ایک اور تصویر، ۹ ہجری

ہجرت کا نواں سال ہے، مکہ فتح ہو چکا ہے، فوری غزوہ حنین کا معرکہ واقع ہوتا ہے۔ مال غنیمت کے ڈھیر لگے ہیں۔ ہزاروں افراد قید میں ہیں۔ ایک خاتون قیدی پکارتی ہے: اے لوگو! میں تمہارے سردار کی دودھ شریک بہن ہوں۔ یہ ایٹھماء (بنت الحارث بن عبد الاخریٰ خاوند حلیمہ سعدیہ، دایہ رسول اللہ ﷺ) ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یقین نہ آیا فوراً رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے معلوم کیا۔ اے عورت! تمہارے دعوے کی کیا دلیل ہے؟ خاتون نے

نشانی دکھائی۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی اور اس خاتون کی عزت و احترام میں اپنی چادر مبارک بچھادی، اور اس پر بٹھایا اور فرمایا میرے پاس قیام کرنا چاہو تو عزت سے رکھوں گا، اگر اپنے قبیلے میں جانا چاہتی ہو تو عزت و احترام سے روانہ کر دوں گا۔ خاتون نے اپنے گھر والوں کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے نہایت عزت و احترام اور تحائف کے ساتھ اپنی دودھ شریک بہن کو روانہ کیا۔

اپنا جائزہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ذکر و بیان عید میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کی محفلوں کا انعقاد اور ان میں حاضری یا ان موضوعات پر تحریریں لکھنا پڑھنا اور شائع کرنا، فقط اجر و ثواب کیلئے ہونا اور یہ گمان کرنا کہ ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان یا حب و عشق مصطفیٰ ﷺ کا حق ادا کر دیا تو یہ ایک غلط فہمی ہوگی۔ دراصل مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہم ان سے سبق حاصل کریں۔ اور اپنی اصلاح کریں۔ لہذا خلق النبی ﷺ کی روشنی میں ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا حسن خلق کی صفات ہم میں پائی جاتی ہیں؟ اگر نہیں تو کس حد تک۔ اگر بعض اخلاقی خوبیاں پائی جاتی ہیں؟ تو ان پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں۔ اور باقی کے حصول کی جدوجہد کریں۔

ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے

عَنْ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْخَلْقُ عِيَالُ اللَّهِ فَاحَبِّبِ الْخَلْقَ إِلَى اللَّهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى عِيَالِهِ. حضرت
انس اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ساری
مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے یعنی سب مخلوق کی روزی اور ان کی ضروریات حیات کا

عقیدۃ اللہ تعالیٰ ہی کفیل ہے جس طرح کہ کوئی آدمی اپنے اہل و عیال کی روزی اور ان کی ضروریات کا مجازاً کفیل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اپنی ساری مخلوق میں زیادہ محبت ان بندوں سے ہے جو اس کی عیال (مخلوق) کے ساتھ احسان کریں، یہاں حدیث میں تو ساری مخلوق کو اللہ کا کنبہ کہا گیا اور ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں اپنے تو اپنے غیر مسلم حتیٰ کہ بے زبان جانور بھی شامل ہیں اور عورت کے ساتھ خاص طور پر حسن سلوک کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور تم عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی اور نہ ہی کبھی کسی عورت یا غلام باندی حتیٰ کہ کسی جانور کو بھی نہیں مارا عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے خود اپنا عملی نمونہ بھی پیش فرمایا۔
خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے لئے تم سب سے بہتر ہوں۔ آپ ﷺ تو ساری مخلوق کے لئے رحمت بن کر آئے تھے ہر ایک پر احسان عظیم فرمایا مگر معاشرے میں کمزور سمجھے جانے والے طبقے پر بھی خصوصی رحمت رہی جیسے غلام اور باندیاں اور عورتیں۔ اب ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور آپ ﷺ کے ارشادات و فرمودات پر عمل کریں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

درخت اور پیڑ پودے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا
سُبْحَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات! اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوق پیدا فرمائیں جن کو ہم گن بھی نہیں سکتے اور ساری مخلوق اللہ نے انسانوں کے لئے پیدا کی ہیں، ہمیں اس کا فائدہ معلوم ہو، یا نہ ہو، سانپ بچھو اور دیگر زہریلے جانور سبھی انسانوں کی نفع رسانی کے لئے ہیں، ہوا کے اندر جو زہریلے اثرات ہوتے ہیں اور انسانوں کی صحت و تندرستی کے لئے مضر ہوتے ہیں زہریلے جانور ان کو جذب کر لیتے ہیں اسی طرح پیڑ پودے، چاند سورج ستارے، پانی ہوا، دھوپ ساری ہی اشیاء ہمیں فائدہ پہنچا رہی ہیں۔

شیخ سوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابرو باد و در خورشید فلک در کارند
تا تو نانے بکف آدمی و بغفلت نہ خوری
ہمہ از بہر نوسہ گشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں تیری

ترجمہ: بادل ہوا چاند سورج ستارے اور آسمان سب کام میں لگے ہیں تاکہ تم ایک روٹی حاصل کرو اور غفلت سے نہ کھاؤ، سب تمہارے واسطے کام میں لگے ہیں، انصاف کی بات یہ نہیں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا حکم پورا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔

ہندوستان کا شتکاری اور جنگلاتی علاقہ کے لحاظ سے بہت ہی مشہور ہے اور ہمارے اس ملک میں کم از کم انیس فیصد بڑے اور تقریباً پینتیس فیصد سے زائد چھوٹے جنگلات ہیں، جو کہ Forest Area کہلاتے ہیں۔ لیکن آج کل کے دنوں میں دیکھا گیا ہے کہ زیادہ تر جنگلات کو کاٹا گیا ہے اور کاٹا جا چکا ہے۔ انسان اپنی ضروریات اور اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے قدرتی ماحول کو بھی بدل دیتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے سرسبز و شاداب پودوں کو اور درختوں کو روئے زمین کی زینت کا سبب بنایا ہے۔ ارشادِ باری ہے: ”روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے۔ تاکہ ہم انہیں آزما لیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا ہے“۔ (سورۃ الکہف: ۱۸) اسلام نے روز اول ہی سے زراعت اور باغبانی کی ترغیب دی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی مسلمان پودا لگائے اور اس سے انسان یا جانور رکھائے، تو وہ اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے“۔ (بخاری)

ہمارے ملک ہندوستان میں ۱۹۲۷ء میں ایک دستور بنایا گیا، جو (Indian Forest Service) IFS کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اور جس کو ۱۹۶۶ء میں ایک پختہ دستور قرار دیا گیا کہ ہر انسان کو چاہئے کہ اپنی زندگی میں کم از کم ایک درخت ضرور لگائے۔ درخت کے کاٹنے پر چاہے وہ خود کی جگہ پر ہی کیوں نہ ہو اس کو کم از کم تین ماہ جیل ہو سکتی ہے، بلکہ درخت کو کاٹنے سے پہلے اپنی ضلع کے ڈی سی (Deputy Commissioner) سے اجازت لینا ہوگی۔ اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے جنگلات کو کاٹنا انسانیت کے خلاف ہے، ہر انسان کے لئے بلکہ ہر ایک جاندار کے لئے روشنی، ہوا، اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے، پانی میں تھوڑی بہت ہوا کی مقدار ہوتی ہے اور ہوا میں بھی پانی کی تھوڑی مقدار ہوتی ہے اس لحاظ سے انسان کو سب سے زیادہ ضرورت ہوا کی ہوتی ہے۔ مانا کہ ہوا سمندر سے پیدا ہوتی ہے لیکن سمندری سطح پر صرف اٹھارہ فیصد یا ساڑھے انیس فیصد سے لے کر ساڑھے بیس فیصد تک تازہ ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے سمندر سے نکلنے والی اس ہوا کو تازہ کرنے کے لئے درختوں کا ہونا لازمی ہے۔

درخت ہمیں آکسیجن دیتے ہیں اور ہوا کو ہمیشہ تازہ رکھتے ہیں، وہ موسم کے بگاڑ کو قابو میں لاتے ہیں جیسا کہ درختوں کی زیادتی سیلاب کے آنے سے رکاوٹ بنتی ہے اور درختوں کی کثرت انسان کو زلزلوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن جگہوں پر درختوں کی کمی ہوتی ہے وہاں اکثر سیلاب اور زلزلے آتے رہتے ہیں درختوں کے نہ ہونے سے بہت سے نقصانات ہوتے ہیں اور درختوں کے ہونے سے بہت سے فائدے بھی ہوتے ہیں جیسا کہ:

● درختوں سے انسان غذا حاصل کرتا ہے۔ ● درختوں سے جانوروں کو غذا حاصل ہوتی ہے۔ ● درختوں سے دوائیاں بنائی جاتی ہیں۔ ● درختوں سے

دھاگہ نکالا جاتا ہے۔ یعنی کپڑا بنایا جاتا ہے۔ ● درختوں سے ایندھن حاصل کیا جاتا ہے۔ ● درختوں سے جانور اور پرندے پناہ حاصل کرتے ہیں۔ ● درخت بڑی مقدار میں انسانوں، جانوروں، موٹر گاڑیوں اور کارخانوں سے نکلنے والے بخارات (کاربن ڈائی آکسائیڈ) کو جذب کر لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جو بخارات انسانی صحت کے لئے نہایت مضر اور ماحولیاتی آلودگی کا سبب ہیں۔ سائنسداں کہتے ہیں کہ ایک درخت اپنی پوری زندگی میں اوسطاً ایک ٹن کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرنے کی طاقت رکھتا ہے، اس حساب سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ درخت ہر جاندار کے لئے کتنے اہم ہیں۔ بہر حال درخت انسان کے بغیر رہ سکتے ہیں، لیکن انسان درختوں کے بغیر رہ نہیں سکتے۔

ان تینوں کے بغیر حیوانات کی بقا نہیں

انسان بلکہ سبھی حیوانات اپنی حیات کو باقی رکھنے اور زندگی گزارنے کے لئے آگ پانی اور ہوا کے شدید ترین محتاج ہیں چونکہ ان تینوں اشیاء کی سخت ضرورت ہے جن کے بغیر کوئی حیوان باقی نہیں رہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت عام کر دیا ہے اور ہر کسی کو یہ سب آسانی سے مل جاتی ہیں۔ عادتاً اللہ یہی ہے کہ جس چیز کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور لوگ اس کے محتاج ہوتے ہیں تو اس شئی کو ہر ایک کے لئے آسان کر دیتے ہیں اور جس چیز کی اشد ضرورت نہیں ہے زندگی گزارنے کے لئے اس کا اپنا لازمی بھی نہیں ہوتا تو ہر ایک تک وہ شئی پہنچتی بھی نہیں۔ سونا چاندی، ہیرے جواہرات اور بہت سی قیمتی نایاب دھاتیں جن کو انسانی زندگی کا مدار نہیں ہے وہ ہر ایک کے لئے حاصل کرنا آسان ہے۔ آج کتنے لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے ابھی ہیرا نہ دیکھا ہو بہر حال جتنی اشیاء اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں وہ سب

ہماری ضرورت کے لئے پیدا فرمائی ہیں اب ہمارا کام ہے کہ ہم اللہ کی عبادت شوق کے ساتھ کریں، کبھی غیروں کی تقلید و پیروی کر کے آخرت کو تباہ نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی اتباع، و پیروی کریں۔ صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں اور دوسروں کو بھی دین کی تعلیم دیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

پاکیزہ قلوب ہی

قیامت کے دن کامیاب ہوں گے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ لَدُنِّي بَعْدَهُ أَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ. يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُوْنَ. اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! یہ دنیا دھوکہ کا گھر ہے جو جتنا دنیا سے لو لگاتا ہے وہ اتنا ہی پریشان رہتا ہے اور یہ دنیا کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی جو دنیاوی زندگی میں لگن رہتا ہے اور آخرت کو بھول جاتا ہے اس کیلئے بہت برا انجام ہے اور جو دنیا میں رہ کر اللہ کی مرضیات پر زندگی گزارتا ہے اس کیلئے دنیا میں بھی سکون ہے اور آخرت میں بھی راحت و آرام ہے اور اصل زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی اسی دنیا ہی میں رہ کر آخرت کی تیاری کرنی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: **الذُّنْيَا مِزْرَعَةٌ وَالْآخِرَةُ دُنْيَا** آخرت کی کھیتی ہے۔ قرآن مجید میں اس قلب کی تعریف کی گئی ہے، جس میں پاکیزہ جذبات پرورش پارہے ہیں اور جو روحِ اخلاص سے معمور ہو۔ اسے 'قلبِ سلیم' کہا گیا ہے۔ یہی قلبِ سلیم قیامت میں انسان کو کامیابی سے ہم کنار کرے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا کے بعض کلمات یہ ہیں: **وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ. يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ. إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ.** (اشعراء: ۸۴-۸۹) اور مجھے اس دن رسوا نہ فرما جس دن سارے انسان اٹھائے جائیں گے، جس دن مال نفع دے گا اور نہ اولاد، صرف وہی کامیاب ہوگا جو اللہ کے پاس قلبِ سلیم لے کر حاضر ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی 'قلبِ سلیم' سے نوازا تھا۔ ارشاد ہے: **وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ. إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ.** (الصفت: ۸۳-۸۴)

”بے شک نوح ہی کی راہ پر چلنے والا ابراہیم تھا، جب وہ اپنے رب کے پاس 'قلبِ سلیم' لے کر حاضر ہوا۔“

'قلبِ سلیم' سے مراد وہ قلب ہے جو کفر و شرک کی آلائشوں سے پاک ہو، جس سے ایمان و یقین کے سوتے پھوٹ رہے ہوں، جس میں کسی طرح کے شک اور تردد کا گزرنہ ہو، جس میں اللہ سے محبت و اخلاص، اس کی اطاعت اور اس کیلئے قربانی کا جذبہ موج زن ہو اور جو اس کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کیلئے آمادہ ہو، جو ان تمام جذبات و احساسات کو دبا دے جو معصیت کی طرف لے جاتے ہیں۔

(مولانا محمد سید جلال الدین عمری، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، علی گڑھ)

نا کام کون اور با مراد کون

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا. وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا.** مراد کو پہنچا جس نے نفس کو سنوارا اور نا مراد ہوا جس نے اس کو خاک میں

ملا چھوڑا یعنی نفس کی باگ یکسر شہوت و غضب کے ہاتھ میں دیدی عقل و شرع سے کچھ سروکار نہ رکھا۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ **أَيَّكَسَ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزَ مَنْ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ.** عقلمند شخص وہ ہے جس نے نفس کو اپنے تابع کر لیا اور وہ عمل کیا جو مرنے کے بعد کام آئے اور ریو قوف و نادان ہے وہ شخص جو اپنے خواہش نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں قائم کی۔ **عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضْرَبُ آخِرَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضْرَبُ دُنْيَاهُ فَاتَّرَ دُنْيَاهُ يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى.** حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا کو اپنا محبوب و مطلوب بنائے گا وہ اپنی آخرت کا ضرور نقصان کرے گا اور جو کوئی آخرت کو محبوب بنائے گا وہ اپنی دنیا کا ضرور نقصان کرے گا جب دنیا و آخرت میں سے ایک کو محبوب بنانے سے دوسرے کا نقصان برداشت کرنا لازم اور ناگزیر ہے تو عقل و دانش کا تقاضہ یہی ہے کہ فنا ہونے والے دنیا کے مقابلہ میں باقی رہنے والی آخرت کو اختیار کرو۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا: ”خبردار دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس پر خدا کی پھٹکار ہے اور اس کے لئے رحمت سے محرومی ہے سوائے خدا کی یاد کے اور ان چیزوں کے جن کا خدا سے کوئی تعلق اور واسطہ ہو اور سوائے عالم اور متعلم کے۔“ ان سب احادیث کی روشنی میں یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے کہ دنیا جب فانی ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی اور آخرت میں وہی سرخرو رہے گا جس سے دنیا میں نیک کام کیا ہو تو انسان کو اچھے عمل ہی کرنے چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

مریض کی عیادت

اور

اس کی فضیلت و اہمیت

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ
يَشْفِينِ. وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں نے جو آیت
پڑھی ہے اس کا ترجمہ ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے اور
وہی مجھے موت دیکر پھر زندہ کریگا۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات کا نام ہے اور یہ صرف
اسلام ہی کی خصوصیات ہے۔ زندگی گزارنے کے سارے اصول و ضوابط بیان
کردیئے گئے ہیں اس کے برخلاف عیسائیت یہودیت یا دیگر آسمانی یا غیر آسمانی

مذہب سب کے سب نامکمل اور ادھورے ہیں اگر کوئی شخص عیسائیت قبول کرتا یا
کوئی اور مذہب قبول کرتا ہے تو اس کو تہذیب و تمدن مذہب میں تلاش کرنے سے
نہیں مل سکتی بلکہ تہذیب و تمدن کے لئے یورپ و امریکہ کی تقلید کرنی پڑے گی جہاں
کی تہذیب انتہائی گندی معاشرہ پر اگندہ حیا و پاکدامنی نام کی کوئی شئی موجود نہیں،
لیکن اگر کوئی شخص مذہب اسلام کو اپناتا ہے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو
زندگی کے سارے شعبے بھی اس کو مل جائیں گے یہی وجہ ہے کہ آج غیر بھی اسلامی
اصولوں کو اپنارہے ہیں اور اگر نہیں اپناتے تو کم از کم تعریف کئے بغیر تو نہیں رہتے۔

مسلمانوں کے آپسی حقوق بھی ہیں

اسلام نے بیمار کی عیادت اور اس کے ساتھ خیر خواہی کو نہ صرف معاشرتی حق
قرار دیا بلکہ اس پر کافی زور بھی دیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **عُودُوا الْمَرْضَى وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ تَذَكَّرُكُمْ الْآخِرَةَ.** (سنن کبریٰ کتاب الجنائز)
”بیماروں کی عیادت کرو، جنازہ کے پیچھے چلو وہ تمہیں آخرت یاد دلائے گی۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **حَقُّ
الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ، رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ
الْجَنَائِزِ وَأَجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ.** (باب حرمت المسلمین) ”ہر مسلمان کے
دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا،
جنازے کے پیچھے چلنا، دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔“

عیادت کی اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جب زخمی
ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خیمہ مسجد میں لگانے کا حکم دیا تاکہ بار بار ان کی
عیادت کر سکیں۔ (ابوداؤد کتاب الجنائز)

عیادت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ احادیث میں اس کی بڑی خیر و برکت بھی بیان کی گئی ہے۔

● عیادت کرنے والے فرشتوں کی دعا کے مستحق ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان صبح کے وقت کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرے، ستر ہزار فرشتے شام تک اس کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں اور اگر شام کے وقت بیمار پرسی کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں اور جنت میں اس کیلئے چنندہ پھولوں کا حصہ ہے۔ (ترمذی، باب ماجاء فی عیادۃ المریض)

● عیادت کرنے والے جنت کے پھل چننے میں مصروف رہتے ہیں۔ حضرت ثوبان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خِرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰی يَرْجِعَ. (صحیح مسلم، باب فضل عیادۃ المریض)

”مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے تازہ پھولوں کے توڑنے میں مصروف رہتا ہے۔“

● عیادت دخول جنت کا ایک سبب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے عمل کا جائزہ لینے کیلئے پوچھا: آج تم میں سے کون روزے سے ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں اے اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: آج تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: آج تم میں سے کون جنازے میں شریک ہوا؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے ایک بات اور دریافت کی: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھلایا؟ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ رَجُلٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ ”یہ تمام اوصاف جس کسی میں پائے جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا“۔ (مسلم، باب فی فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عشق نبوی ﷺ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو رسول اکرم ﷺ کی ایک ایک ادا پر مٹنے والے تھے وہی اس لائق تھے کہ آپ کے رفیق اور ساتھی بن سکیں ایثار و قربانی کا ایسا جذبہ رکھنے والے کہ خود تو بھوکے رہ جاتے مگر مہمان کو شکم سیر کراتے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم و رضوعنہ کا مژدہ جانفزا سنایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایسی تربیت کر دی تھی کہ وہ لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت و رہنمائی بنے خود بھی آپ مریضوں کی عیادت کرتے اور دوسرے صحابہ کرام کو بھی ساتھ میں لے کر جاتے بلکہ اسلام نے تو غیروں کی بھی عیادت و مزاج پرسی کی تعلیم فرمائی ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ایک دفعہ سفر سے واپس تشریف لائے گھر میں گوشت پکا ہوا تھا پوچھا کیا ہمارے یہودی پڑوسی کو ہدیہ بھیجا گیا اور فرمایا جب تک پڑوسی کو نہیں دیا جائے گا اس وقت تک میں نہیں کھاؤں گا آج ہم اسلام کی تعلیم سے کوسوں دور ہیں اور غیروں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

فخر انسانیت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدٌ وَلَدَ آدَمَ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ أَنَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ
النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ لِمَنِ الشَّاهِدِينَ وَالشَّاكِرِينَ۔

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ کے بعد
تمام انسانوں میں سب سے بڑا مقام و مرتبہ نبی آخر الزماں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا
ہے۔ آپ ﷺ ہی کی وجہ سے دنیا کو وجود بخشا گیا آپ ﷺ فرماتے انا سید ولد آدم
میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں، مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْہِ نبی ماہ ناز
کتاب کاروان زندگی تحریر فرماتے ہیں۔ ”دنیا کے ہر انسان کو فخر کرنا چاہیے کہ ہماری
نوع انساں میں ایک ایسا انسان پیدا ہوا جس سے انسانیت کا سراونچا اور نام روشن
ہوا، اگر آپ ﷺ نہ آتے تو دنیا کا نقشہ کیا ہوتا، اور ہم انسانیت کی شرافت و عظمت

کے لیے کس کو پیش کرتے؟ محمد رسول اللہ ﷺ ہر انسان کے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ سے اس دنیا کی رونق اور نوع انسانی کی عظمت ہے وہ کسی قوم کی ملک نہیں، ان پر کسی ملک کا اجارہ نہیں؛ وہ پوری انسانیت کا سرمایہ فخر ہیں کیوں آج کسی ملک کا انسان فخر و مسرت کے ساتھ یہ نہیں کہتا کہ میرا اس نوع سے تعلق ہے جس میں محمد رسول اللہ ﷺ جیسا انسان کامل پیدا ہوا۔

آج انسانوں کا کون سا طبقہ ہے جس پر آپ کا براہ راست یا بالواسطہ احسان نہیں؟ کیا مردوں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے ان کو مردانگی اور آدمیت کی تعلیم دی کیا عورتوں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے ان کے حقوق بتلائے، ان کے لیے ہدایتیں اور وصیتیں فرمائیں کیا کمزوروں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے ان کی حمایت کی اور فرمایا کہ مظلوم کی بددعا سے ڈرو کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں؟ کیا طاقتوروں اور حکمرانوں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے ان کے حقوق و فرائض بتلائے اور انصاف کرنے والوں اور خدا سے ڈرنے والوں کو بشارت سنائی۔ کیا تاجروں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے تجارت کر کے اس گروہ کی عزت بڑھائی۔ کیا آپ ﷺ کا مزدوروں پر احسان نہیں کہ آپ نے تاکید فرمائی کہ مزدوروں کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔ کیا جانوروں تک پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے فرمایا ہر وہ مخلوق جس میں احساس و زندگی ہے اس کو آرام پہنچانا اور کھلانا پلانا بھی صدقہ ہے۔ کیا ساری انسانی برادری پر آپ کا احسان نہیں کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر آپ شہادت دیتے تھے کہ خدا ہمارے سب بندے بھائی بھائی ہیں؟ کیا ساری دنیا پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ سب سے پہلے دنیا نے آپ ہی کی زبانی سنا کہ خدا کسی ملک، قوم، نسل و برادری کا نہیں سارے جہانوں اور سب انسانوں کا ہے؟

ہماری آپ کی دنیا میں حکماء و فلاسفہ بھی آئے، ادبا شعراء بھی، فاتح و کشور کشا بھی، سیاسی قائد اور قومی رہنما بھی، موجدین و مکتشفین (سائنٹسٹ) بھی، مگر کس کے آنے سے دنیا میں وہ بہار آئی جو پیغمبروں کے آنے سے، پھر سب سے آخر، سب سے بڑے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کے آنے سے آئی؟ کون اپنے ساتھ وہ شادابی، وہ برکتیں، وہ رحمتیں نوع انسانی کے لیے وہ دو تئیں، اور انسانیت کے لئے نعمتیں لے کر آیا جو محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے، تیرہ سو برس کی انسانی تاریخ پورے وثوق کے ساتھ آپ ﷺ کو خطاب کر کے کہتی ہے:-

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو
ٹھہرے تو جس شجر کے تلے نہال ہو

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ (کاروان مدینہ ۶۷-۷۷-۷۷)

آپ ﷺ کے طفیل دنیا وجود میں آئی

ایک حدیث قدسی ہے لَوْ لَا كَلَّمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ وَالْأَرْضَيْنِ
اے نبی اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو آسمان وزمین کو بھی میں پیدا نہ کرتا یہ حدیث
الفاظ کے اعتبار سے تو موضوع ہے مگر معنی کے اعتبار سے صحیح ہے پوری کائنات کو
آپ ﷺ کی وجہ سے ہی پیدا کیا گیا حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا
اللہ محمد رسول اللہ ﷺ تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ سب سے پہلا انسان تو میں
ہوں پھر یہ محمد ﷺ کون ہیں جن کا نام تیرے نام کے ساتھ ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ
نے فرمایا اے آدم اگر مجھے انکو پیدا نہ کرنا ہوتا تو تم کو بھی پیدا نہ کرتا، آدم علیہ السلام نے جب
وہ شجرہ ممنوعہ کھا لیا تھا تو سا لہا سا لہا تک دربار خداوندی میں روتے رہے اور آپ
ﷺ کے نام کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا،

میں نے جو آیت کریمہ پڑھی ہے اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور ہم
نے آپ کو سارے جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، طائف کے لوگوں نے
جب آپ ﷺ کو سخت تکلیفیں پہنچائیں اور لہو لہان ہو گئے تو پہاڑوں کا فرشتہ حاضر
ہوا اور کہا کہ اگر اجازت ہو تو اہل طائف کو پہاڑوں کے بیچ میں پیس دوں مگر قربان
جائیے آپ ﷺ کی شان رحمت پر فرمایا کہ میں ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا
گیا ہوں اگر یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے ہیں تو ان کی نسلیں ایمان لائیں گی چنانچہ ایسا
ہی ہوا کہ انکی نسلوں میں سے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ
جنہوں نے ہندوستان میں اسلام کا پرچم ہی کے باشندے تھے بہر حال آپ ﷺ
کا احسان ساری مخلوق ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا، عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

علم نورِ الہی ہے جو تعظیم و تکریم سے حاصل ہوتا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا
مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالَّذِينَ
أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

محترمہ صدر سلمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! علم اللہ تعالیٰ کی عظیم دولت ہے
جو اپنے مخصوص بندوں کو عطا کرتا ہے ایک حدیث میں ہے مَنْ يُرِدْ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا
يُوفِّقْهُ فِي الدِّينِ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اسکو دین کی سمجھ عطا
کردیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا گزردو مجلسوں پر ہوا جو مسجد نبوی میں قائم تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں

مجلسیں خیر کی اور نیکی کی مبارک مجلسیں ہیں۔ ایک مجلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
فرمایا کہ یہ لوگ اللہ سے دعا اور مناجات میں مشغول ہیں اللہ چاہے تو عطا فرماوے
اور چاہے تو عطا نہ فرماوے، وہ مالک مختار ہے اور دوسری مجلس کے بارے میں فرمایا
کہ یہ لوگ علم دین حاصل کرنے میں اور نہ جاننے والوں کو سکھانے میں لگے ہوئے
ہیں۔ لہذا انکا درجہ بالاتر ہے اور میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر آپ انھیں میں
بیٹھ گئے۔ مشہور تابعی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ جس بندے کو اس حالت میں موت آجائے کہ وہ اس دن سے علم دین
کی طلب و تحصیل میں لگا ہو کہ اس کے ذریعہ اسلام کو زندہ کرے تو جنت میں اس کے
اور پیغمبروں کے درمیان بس ایک درجہ کا فرق ہوگا، علم دین حاصل کر نیوالوں کا بہت
بڑا درجہ اور مرتبہ ہے مگر یہ بھی ہے کہ بڑی محنت اور جدوجہد سے یہ علم حاصل ہوتا ہے
عجز و انکساری تو اضع خلوص رضائے الہی بہت ضروری ہے چنانچہ حضرت مولانا خالد
فیصل ندوی لکھتے ہیں کہ ہر طالب علم اپنے اندر عجز و انکساری پیدا کرے اور علم دین،
کتاب، استاذ، درس گاہ اور کاغذ و قلم کی عظمت و اہمیت اپنے دل میں جاگزیں
رکھے، ان سب کے لئے تواضع و انکساری، تعظیم و تکریم اور ادب و احترام کا جذبہ
اپنے اندر میں موجزن رکھے، اگر طالب علم نے علم اور علم سے وابستہ تمام وسائل
و ذرائع کی مکاحقہ عزت و احترام کی تو ایسا طالب علم حقیقت میں علوم نبوت کے حصول
کا اصل مستحق ہے اور یہی طالب علم علوم نبوت کا سچا امین و وارث ہے، اس سلسلہ میں
وارد احادیث و آثار اور اقوال سلف ہم تمام کے لئے مشعل راہ ہیں، حقیقت میں علم
دین اس زمین پر اللہ تعالیٰ کی روشنی ہے، استاذ، معلم و مربی اور شارح و ترجمان ہے،
کتاب علم و عرفان کا منبع و مخزن ہے، درس گاہ علم و عرفان کا مرکز و محور ہے اور کاغذ و قلم
علم و عرفان کے حقیقی ذریعہ اور وسیلہ ہیں، اسی لئے ان سب کا ادب و احترام حصول

علم کے لئے بہت ضروری ہے، علم نور الہی ہے اور بے ادبوں اور نافرمانوں کو علم دین سیکھنے کی توفیق نہیں ملے گی، یقیناً ادب و احترام سے ہی علم کی دولت نصیب ہوتی ہے، حضرت یوسف بن حسین رضی اللہ عنہ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ: ”ہم نے اس علم کو تعظیم کے ذریعہ حاصل کیا، سادہ کا غذبھی بغیر وضو کے ہاتھوں میں نہیں لیا۔“ کتاب کی عظمت و احترام کے سلسلہ میں امام مذکور کا قول و عمل بھی قابل اتباع اور لائق تقلید ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ: ”ہم کو علم جو حاصل ہوا اس میں علم کی عظمت کو بڑا دخل ہے، میرا یہ حال تھا کہ کبھی کسی کتاب کو بلا وضو نہیں چھوتا تھا۔“ اساتذہ روحانی باپ کی حیثیت رکھتے ہیں، نہایت ہی تعظیم و تکریم اور بڑی عزت و احترام کے حق دار ہیں، اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہم تمام کے لئے مینارہ نور و ہدایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میں تمہارے لئے باپ کے درجہ میں ہوں، میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں۔“ (ابوداؤد) اور اس سلسلہ میں اسلاف کرام رضی اللہ عنہم اور اکابرین عظام رضی اللہ عنہم کا عمل ہم تمام کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے، یہ واقعہ کس قدر سبق آموز ہے کہ کتاب و سنت کے بہت بڑے عالم حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جنازہ کی نماز پڑھائی، واپسی کے وقت سواری لائی گئی تو کتاب و سنت کے حافظ و ترجمان حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور سواری کی رکاب تھام لی، اس پر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کے پچازاد بھائی! آپ ایسا نہ کریں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جی نہیں! میں یہ رکاب ضرور پکڑوں گا کیوں کہ حضرات علماء اور اکابرین امت کا یہ حق ہے کہ ان کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا جائے۔ (جامع بیان علم) اسی طرح حضرت امام شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول کس قدر نصیحت آمیز ہے، انہوں نے فرمایا کہ ”جس سے میں نے ایک حدیث بھی پڑھی ہے وہ میرے آقا ہیں اور میں ان کا ادنیٰ غلام ہوں۔“

(حوالہ سابق) حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے عمل میں ہمارے لئے کیا خوب رہنمائی ہے، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ”حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ جس کی وجہ سے اپنے استاد (محترم) کا نام نہ لیتے تھے، بلکہ ان کا ذکر ان کی کنیت کے ساتھ کیا کرتے تھے۔“ اسی طرح ہر درس گاہ کی نسبت مسجد نبوی، صفہ نبوی اور دار ارقم سے ہے، تعلیم و تعلم کی بناء پر ہر درس گاہ ایک حدیث کی روشنی میں برکت و رحمت کی جگہ ہے، جہاں فرشتے نازل ہوتے ہیں اور سکینت کا نزول ہوتا ہے۔ (مسلم) اسلئے ہر درس گاہ ہماری طرف سے عظمت و احترام کے قابل ہے، بہر حال علم اور علم سے وابستہ سارے عناصر کی عزت و عظمت اور قدر و منزلت ضروری ہے؛ لیکن علم اور استاد کے بارے میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان پیروی و بجا آوری کے لائق ہے اور آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے، انہوں نے ہم طالب علموں کو یہ حکم دیا کہ ”اچھی طرح علم حاصل کرو، اس کیلئے سکینت اور وقار بھی سیکھو، جن سے علم حاصل کرتے ہو اور جنہیں علم سکھاتے ہو، ان کیلئے تواضع اور عاجزی اختیار کرو“ (دیکھئے جامع بیان علم)

مذکورہ بالا تین ذمہ داریوں کے علاوہ اور بھی بہت سی ذمہ داریاں طالب علموں پر عائد ہوتی ہے؛ لیکن سورہ توبہ ۱۲۲ میں انذار و تبشیر پر مشتمل دعوت و تبلیغ طالب علم کی اہم ترین ذمہ داری بتلائی گئی ہے، اسی طرح ایک حدیث میں دین کو اس کی صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرنا، دین کے نام سے دین میں جاری رسم و رواج کا خاتمہ کرنا اور دین کے تعلق سے لوگوں کے اندر غلط خیالات و افکار کی بیخ کنی کرنا ہم طالب علموں کی بڑی ذمہ داریاں بتائی گئی ہیں، چنانچہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دور میں علم دین کی صحیح معرفت حاصل کرنے والوں کی پیشین گوئی فرماتے ہوئے یہ اہم ترین ذمہ داریاں ان پر عائد کی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”آئندہ آنے والے ہر گروہ میں سے اچھے اور نیک لوگ اس علم (کتاب

وسنت کے علم) کو حاصل کریں گے (اور پھر) اس علم کے ذریعہ غلو کرنے والوں کی تحریف کو مٹائیں گے، غلط کاروں کی غلطیوں کو رفع کریں گے اور (آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی روشنی میں) جاہلوں کی تاویلوں کا رد کریں گے۔“ (بیہقی)

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم تمام طالب علموں کو اپنا مقام و مرتبہ پہچاننے والا، علم دین کی صحیح قدر و قیمت جاننے والا اور طالب علمانہ تمام واجبات و ذمہ داریوں کو انجام دینے والا بنادے، آمین۔ اس سلسلے میں ہم تمام آپ ﷺ کی جامع ترین دعاء کو اپنا معمول بنالیں اور ہمیشہ اور ہمہ وقت اس کا ورد کریں وہ مبارک و مسنون دعاء یہ ہے ”اللَّهُمَّ أَنْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَزِدْنِي عِلْمًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ“۔ (ابن ماجہ)

علم حاصل کرنے کیلئے تقویٰ و پرہیزگاری

علم دین حاصل کرتے وقت گناہوں سے احتیاط بھی بہت ضروری ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد امام و کعب رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں کہ جو کچھ میں یاد کرتا ہوں محفوظ نہیں رہتا تھوڑا بہت بھول جاتا ہوں امام و کعب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نہیں فرمایا کہ فلاں مجھ کو کھاؤ، فلاں ٹانگ استعمال کرو بلکہ فرمایا کہ گناہوں کو ترک کر دو یہ علم صرف محنت سے حاصل نہیں ہوتا اور اگر صرف محنت ہی کے ذریعہ حاصل کیا جائے اور گناہوں کو ترک نہ کیا جائے اساتذہ کا ادب و احترام نہ کیا جائے تو علم حاصل ہو جائیگا مگر اس علم کے ذریعہ قوم و ملت کو جو فائدہ پہنچنا چاہئے تھا وہ نہ پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم نافع عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

قرآن کریم کی تلاوت کے فضائل

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي
لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا
كَبِيرًا. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

محترمہ صدر، معلمہ عزیز طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے جو حضور نبی کریم ﷺ پر تیس سال کے عرصہ میں نازل ہوا، قیامت تک یہی کتاب انسانوں کو ہدایت و رہنمائی کرتی رہے گی۔ اَلَمْ يَكُنْ لِكِتَابِ لَارِيبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ یہ ایسی کتاب ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اللہ سے ڈرنے والوں کو ہدایت کر نیوالی ہے جو بھی تعصب کی عینک نکال کر اسکا مطالعہ کریگا وہ یقیناً اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا نزول کے جو اس سخت مختلف اور دشمن تھے وہ بڑی دلچسپی قرآن کریم کو سنتے، حتیٰ کہ اپنی زبانوں کو قربان کر دیا کرتے ابو جہل اخص بن شریک اور ابوسفیان یہ بڑے بڑے کافر

وشرک کی جو اسلام کو ہر وقت نقصان پہنچانے میں لگے رہتے تھے۔ اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ اسلام ترقی کر سکے مگر یہ لوگ بھی قرآن کریم کی شیرینی اور لذت و حلاوت کی وجہ سے سننے کیلئے بے تاب رہتے تھے۔ دوسروں کو منع کرتے تھے کہ قرآن ہرگز نہ سنو مگر خود انکا حال یہ تھا کہ راتوں رات چھپ کر سنا کرتے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ تینوں آپ ﷺ کی تلاوت قرآن سننے کیلئے الگ الگ طور پر گئے واپسی میں سب کی ملاقات ہوگئی شرمندہ ہوتے کہ دوسروں کو منع کرتے ہیں نیز خود جا کر سنتے ہیں تینوں نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی سننے نہیں جائیں گے اتفاق ایسا کہ دوسری رات یہ سوچ کر کہ آج تو عہد و پیمانہ کی وجہ سے کوئی نہیں آئیگا ہر ایک پہنچ گئے پھر واپسی میں ملاقات ہوئی پھر عہد کیا کہ اب نہیں جائیں گے مگر تیسری رات پھر یہی سوچ کر پہنچ گئے کہ آج تو کوئی نہیں گیا ہوگا اور تینوں ہی پہنچ گئے پھر راستے میں ملاقات ہوئی اور شرمندہ ہوئے غرضیکہ قرآن کریم کی تلاوت و شیرینی ایسی ہے جو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ قرآن مجید فرقان حمید اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اللہ رب العزت کا کلام ہے جو اللہ کا آخری اور عالمی پیغام ہے جو سب کیلئے ہدایت کا سامان ہے جو کلام بے مثال ہے، لازوال ہے، بے نظیر ہے، عالمگیر ہے، جس کے عجائبات بے شمار ”فضائل بے حساب، جس کا پڑھنا، تلاوت کرنا باعث اجر و ثواب، جس کا سننا باعث اجر و ثواب۔

قرآن پاک پڑھنے والے کی مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن کی تعلیم حاصل کرو اس کی تلاوت کرو اور آرام کرو (سو جاؤ) بے شک قرآن کی مثال اس آدمی کیلئے جس نے اس کی تعلیم حاصل کی، اس برتن کی مانند ہے جو کستوری سے

بھرا ہوا اور اس سے ہر مکان میں خوشبو مہکتی ہو اور جس نے اس کی تعلیم حاصل کی پھر آرام کیا اور اس پر عمل نہ کیا جبکہ قرآن اس کے اندر دل میں موجود ہو اس کی مثال چڑے کے اس برتن کی طرح ہے جس میں کستوری تو موجود ہے مگر اس کے سر کو باندھ دیا گیا ہو جس سے خوشبو باہر نہ آتی ہو۔ (ترمذی)

قرآن مجید کو سیکھنا اور حفظ قرآن مجید کرنا یہ تو ہر حال میں مبارک و سعید ہے لیکن اس کی تلاوت نہ کرنے سے اس پر عمل نہ کرنے سے فضائل میں کمی آجاتی ہے اور بعض اوقات آدمی ایسے اعمال کا مرتکب ہوتا ہے کہ سب کے سب فضائل و برکات انوار و اثرات سلب کر لئے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا صاحب کاندھلوی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ جس شخص نے قرآن پاک سیکھا، پڑھا اور اس کی خبر گیری کی، راتوں کی نماز میں اس کی تلاوت کی اس کی مثال اس مشک دان کی ہے جو کھلا ہوا ہے اور اس کی خوشبو سے تمام مکان انوار و برکات سے معمور رہتا ہے اور گروہ حافظ سو جائے یا غفلت کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تب بھی اس کے قلب میں جو کلام پاک ہے وہ تو بہر حال مشک ہی ہے اس سے غفلت کا یہ نقصان ہو اور دوسرے لوگ اس کے برکات سے محروم رہے لیکن اس کا قلب تو اس مشک کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ (فضائل قرآن)

قرآن کی تلاوت کرنے اور نہ کرنے والوں کی مثال

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”قرآن کریم پڑھنے والے مومن کی مثال ترنج (ایک عمدہ اور کثیر الفوائد پھل) کی طرح ہے جس کا ذائقہ اور خوشبو پاکیزہ اور عمدہ ہے اور قرآن کریم نہ پڑھنے والے مومن کی مثال کھجور کی طرح ہے جس کا ذائقہ تو عمدہ ہے مگر اس میں خوشبو نہیں

اور منافق کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے پھولوں کے گلدستہ کی مانند ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہے اور قرآن کریم نہ پڑھنے والے منافق کی مثال شظل پھل کی طرح ہے جس میں نہ تو خوشبو ہے اور ذائقہ بھی انتہائی کڑوا ہے۔ (بخاری)

حضرت شیخ الحدیث اس حدیث کے فائدے میں لکھتے ہیں، مقصود اس حدیث سے غیر محسوس شے کو محسوس شے کے ساتھ تشبیہ دینا ہے تاکہ ذہن میں فرق کلام پاک کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں سہولت سے آجائے ورنہ ظاہر ہے کہ کلام پاک کی حلاوت و مہک سے کیا نسبت ترنج و کھجور کو اگرچہ ان اشیاء کے ساتھ تشبیہ میں خاص نکات بھی ہیں۔ جو علوم نبویہ کی وسعت کی طرف مشیر ہیں۔ مثلاً ترنج کو ہی لیجئے منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے، معدہ صاف کرتا ہے، ہضم میں قوت دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے منافع ہیں کہ قرآن شریف کے ساتھ خاص مناسبت رکھتے ہیں، مثلاً منہ کا خوشبودار ہونا، باطن کا صاف ہونا، روحانیت میں قوت پیدا ہونا، یہ منافع تلاوت میں ہیں جو پہلے منافع کر کے ساتھ خاص مشابہت رکھتے ہیں۔ ایک خاص اثر ترنج میں یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ جس گھر میں ترنج ہو وہاں جن نہیں جاسکتا اگر یہ صحیح ہے تو پھر کلام پاک کیساتھ خاص مشابہت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے وہاں جنات نہیں آسکتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے تین چیزیں حافظہ کو بڑھاتی ہیں۔ مسواک، روزہ، تلاوت کلام اللہ شریف۔ (فضائل قرآن)

ایک حرف کی تلاوت پر ستر نیکیاں

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس نے قرآن مجید بلا اعراب (تجوید کی صفات محسنہ کے بغیر) پڑھا اس کو ایک

فرشتہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو قرآن پاک کو اسی طرح لکھتا ہے جیسے نازل کیا گیا اور ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔ پس اگر قرآن کے کچھ حصہ کو اعراب کے ساتھ پڑھا (کچھ صفات محسنہ کے ساتھ اور کچھ صفات لازمہ کے ساتھ) اس کو دو فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو اس کیلئے ہر حرف کے بدلے میں بیس نیکیاں لکھتے ہیں پس اگر کوئی قرآن پاک کو مکمل اعراب کے ساتھ (یعنی مکمل تجوید کے ساتھ) پڑھتا ہے اور اس کیلئے چار فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو اس کیلئے ہر حرف کے بدلے ستر نیکیاں لکھتے۔ (مجمع الزوائد)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر نیکیوں کا اتنا عظیم ثواب ملتا ہے جس کو چار فرشتے نامہ اعمال میں لکھتے ہیں اور جو ایک حرف اور آیت نہیں بلکہ بہت سی آیات تلاوت کرتا ہے اس کے اجر و ثواب اور نیکیوں کا اندازہ آپ خود ہی کر لیں۔

تلاوت کی ہوئی آیت قیامت میں نور ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس نے قرآن سے کوئی آیت تلاوت کی تو وہ آیت روز قیامت اس کیلئے نور ہوگی اور جو کتاب اللہ کی کسی آیت کو سننے کیلئے متوجہ ہوا اس کیلئے نیکی لکھی جاتی رہتی ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں دو فضیلتیں بیان کی گئی ہیں ایک اس آیت کا قیامت میں تلاوت کر نیوالے کیلئے نور ہونا اور دوسرا سننے والے کیلئے اجر کا دہرانا اور جو قرآن مجید کی آیات پڑھنے، سننے اور عمل کرنے پر پوری زندگی صرف کر دیتا ہے اس کیلئے نورانیت اور حسنات کا حساب لگانا بہت مشکل ہے۔ حدیث شریف میں جو دو ہر اجر کا لفظ آیا ہے اس کا معنی دور چند اور اس سے زائد اور ہمیشہ بڑھنے کا بھی آتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ایک لحاظ سے ایک آیت کا بغور سننا اتنا اجر دلانا ہے کہ قیامت تک اجر لکھا جائے گا۔ (جامع الصغیر)

ایک آیت کی تلاوت عرش کے علاوہ ہر شے سے افضل

حضرت مہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ بیشک کتاب اللہ کی کسی آیت کا سننا بہت بڑی روٹی صدقہ کرنے سے زیادہ اجر رکھتا ہے اور کتاب اللہ کی کسی آیت کی تلاوت کرنا عرش کے علاوہ وہ ہر شے سے افضل ہے۔ (کنز العمال)

آیت قرآنی کا سننا اس حدیث میں صدقہ کرنے سے افضل معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ قرآن خدا تعالیٰ کی صفت کلام ہے اور اسی طرح برتر ہے جیسے خود اللہ تعالیٰ مخلوق سے برتر ہیں اس لئے اس کا سماع بھی صدقہ سے افضل ہوا۔ اسی طرح تلاوت قرآن کا عرش کے علاوہ ہر شے سے افضل ہونا بھی اس سے واضح ہوتا ہے اور عرش کا تلاوت سے افضل ہونا اس لئے ہے کہ یہاں خدا تعالیٰ کے کلام کی تلاوت کرنے والا بندہ ہے اور عرش پر خود صاحب کلام اللہ رب العزت اپنی شان جل جلالہ کے مطابق مستوی ہے۔ تلاوت کی نسبت بندہ کی طرف ہے اور عرش کی نسبت خود اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس لئے عرش اور بندہ کی تلاوت میں بھی اتنا ہی فرق اور تناسب ہے اگرچہ صفت کلام باری تعالیٰ عرش سے افضل ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ایک آیت کی تلاوت سے جنت میں درجہ بلند اور نور کا چراغ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی اس کیلئے جنت میں درجہ بلند ہوگا اور نور کا چراغ ہوگا۔ (کنز العمال) اس حدیث میں حافظ یا ناظرہ خواں کی کوئی قید نہیں ہے پس جب بھی کوئی قرآن کی ایک آیت کی تلاوت کرے گا اس کیلئے جنت میں ایک درجہ بلند ہو جائے گا اور ایک نور کا چراغ روشن ہو جائے گا۔ پس کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آیت

قرآنی کو بار بار تلاوت کر کے اپنے لئے جنت میں درجات اور چراغ بڑھاتے رہتے ہیں ہمیں بھی چاہئے کہ قرآن کریم سے شغف و وابستگی پیدا کر کے یہ سب سعادتیں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

روزہ اور قرآن سفارشی ہوں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: الصَّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُولُ الصَّيَامُ أَيْ رَبِّ إِلَى مَنَعَتِهِ الطَّعَامِ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفَعْنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنَعْتَهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَيَشْفَعْنِي فِيهِ فَيَشْفَعَانِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُزْهُ أَوْ قُرْآنَ بِنْدَةٍ كَيْلَيْهِ سَفَارَشْ كَرِيں گے یعنی اس بندے کیلئے جو دن بھر روزہ رکھے اور رات میں اللہ کے دربار میں کھڑے ہو کر قرآن کریم کو پڑھے یا سنے۔ روزہ عرض کریگا یا اللہ میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور خواہش نفس کے پورا کرنے سے روک رکھا آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے اس کو رات کے سونے اور آرام کرنے سے روک رکھا خداوند آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اس کے ساتھ اور رحمت کا معاملہ فرما، چنانچہ روزہ دار اور قرآن کی سفارش اس بندے کے حق میں قبول کی جائیگی اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا وعدہ کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم سے گہرا شغف نصیب فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

مسلم معاشرے میں مساجد کا کردار

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا
مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَوْ لَا
دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهَادَتْ مَثَ صَوَامِعُ وَبِيعَ وَصَلَوْتُ وَ
مَسْجِدٌ يُذَكَّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

صدر معلمہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! مسجد اللہ
تعالیٰ کا گھر ہے اسکی بڑی اہمیت ہے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ بَنَى لِلَّهِ
مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ أَوْسَعَ مِنْهُ جَسْ نَعْدُ كَيْلَيْهِ كَوْنِي مَسْجِدِ تَعْمِيرِ كِي
اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں اس سے کشادہ گھر تعمیر کریں گے، مسجد مرکزی جگہ ہے
مسجد کے قیام کا مقصد صرف ایک فریضہ کی ادائیگی ہی نہیں بلکہ اسکے علاوہ بھی بہت
امور کی انجام دہی مسجدوں سے ہی ہوتی ہے سارے مسلمان ایک ساتھ مل کر نماز

پڑھتے ہیں پانچ اوقات ان سب کی ملاقات ہوتی ہے ایک دوسرے کے دکھ درد میں
شریک ہو آپسی محبت اور اتحاد پیدا ہو۔

مسجد کا تعلق امت کی زندگی سے ہے

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ مسجد کی تعمیر
کی۔ اس بات سے ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام میں مسجد کا کیا مقام اور کتنی
اہمیت ہے۔ اس مسجد کی تعمیر میں آپ ﷺ خود شریک ہوئے اور اپنے ہاتھوں سے
پتھر اٹھائے۔ اگرچہ مسجد نبوی ﷺ اپنی عمارت اور زیبائش کے لحاظ سے ایک عام سی
مسجد تھی لیکن یہ مسجد دراصل ان تمام عالی شان مساجد کے قیام کی بنیاد بنی، جو بعد میں
دہلی، قریطہ، اصفہان، تاشقند اور لاہور میں نظر آتی ہیں۔ مسجد کا تعلق امت کی زندگی
سے اسی وقت قائم ہو گیا تھا۔ مسجد دعوت، عدالت اور سیاست کا مرکز بن چکی تھی۔
مقدمات کا فیصلہ یہاں کیا جاتا تھا، جہاد کے لیے پکار کر لوگوں کو جمع یہاں کیا جاتا تھا
اور لشکر کی روانگی یہیں سے ہوا کرتی تھی، مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی یہیں ہوا کرتا تھا۔
پنج وقتہ نماز مسجد میں ہوتی تھی حتیٰ کہ منافق بھی مسجد میں حاضر ہوتے تھے۔ یہ تصور
نہیں تھا کہ کوئی فرد جس کا تعلق امت مسلمہ سے ہو اور وہ مسجد میں حاضر نہ ہو۔ فجر کی
نماز کی خصوصیت سے اہمیت تھی۔

خليفة دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب نماز کیلئے مسجد جایا کرتے تھے تو لوگوں
کو نماز کے لیے جگایا کرتے تھے۔ صفیں درست اور سیدھی رکھنے کا مکمل اہتمام کرتے
تھے۔ گویا مسلمان معاشرے میں مسجد، امت کی پوری زندگی کا مرکز تھی۔ سیاست،
عدالت اور اجتماعی زندگی کا مرکز بھی مسجد تھی اور تعلیم و تربیت کا مرکز بھی۔ اسلام کی
تاریخ میں مساجد سے بڑے بڑے مدارس ملحق رہے۔ وہ مدارس ہماری بڑی

جامعات تھیں، ملت مسلمہ کی کیمبرج اور آکسفورڈ تھیں۔ ان مساجد سے متصل طلبہ کے قیام کے لئے حجرے تعمیر کیے گئے تھے اور نظام تعلیم مساجد کے گرد قائم تھا۔ یہ ہمارا عروج کا دور تھا۔ لیکن بعد میں جیسے جیسے امت کا زوال زور پکڑتا گیا، اس کے ہاتھ سے دنیا کی قیادت و رہنمائی کا منصب بھی نکلتا گیا اور ساتھ ہی مسجد کے ہاتھ سے بھی امت کی قیادت و رہنمائی بھی چلی گئی۔

ضروری ہے کہ مسجد کے ائمہ کو وہی مقام حاصل ہو جو ان کا حق ہے۔ لیکن اس کیلئے ناگزیر ہے کہ مسجد کے ائمہ اپنے آپ کو منصب اور مقام کو سنبھالنے کا اہل بنائیں۔ اس کے بغیر امت کی اجتماعی زندگی کا احیا اور اس کو درپیش چیلنج کا مقابلہ ممکن نہیں ہے۔ اس وقت امت کے اتنی بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود ذات و مسکنت ہمارا مقدر ہے، ہم پر غیر اقوام کا غلبہ ہے۔ دنیا کی قومیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی ہیں۔ اس وقت مسلمان اپنی زندگی کے ایک انتہائی خطرناک دور سے گزر رہے ہیں۔ لیکن جہاں خطرات ہیں وہیں امکانات بھی موجود ہیں۔

آج امت کو اتنا بڑا خطرہ درپیش ہے کہ تاریخ میں کبھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ غالب تہذیب نے جس طرح مسلمانوں کو اپنا حریف اور نشانہ بنا لیا ہے، اس کیلئے بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف تقاریر، قراردادوں اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کرنے سے بات نہیں بنے گی۔ ان خطرات کا مقابلہ کرنے کیلئے ائمہ کرام کو اپنا حقیقی کردار ادا کرنا ہوگا۔ اپنا مقام و منصب پہنچانا ہوگا۔ یہ ناگزیر ہے کہ مسجد کے ائمہ اس بات کے اہل ہوں کہ وہ وہی مقام سنبھال سکیں، امت کی رہنمائی کر سکیں اور مسجد کا امت کی زندگی میں وہی مقام ہو، جو نبی اکرم ﷺ نے اس کو مدینہ کی اجتماعی زندگی میں دیا تھا۔

مساجد اتحاد پیدا کرتی ہیں

آپسی اختلافات کو دور کرنے کی ضرورت ہے معمولی معمولی باتوں کی وجہ سے مسلمان ٹکڑیوں میں بٹ گئے ہیں دشمنان اسلام سیکڑوں اختلافات کے باوجود مسلمانوں کے خلاف متحد ہو جاتے ہیں اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جاتے ہیں، اور مسلمان ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں لگے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ سَارَةٌ سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں نبی کریم ﷺ کا فرمان سارے مسلمان شخص واحد کی طرح ہیں اگر سر میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے یہی مثال سارے مسلمانوں کی ہے اگر ایک مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے تو سارے مسلمانوں کو اس کا احساس ہونا چاہئے اتحاد بہت بڑی نعمت ہے جب تک آپس میں اتحاد نہیں ہوگا اس وقت تک ہماری کوئی طاقت و اہمیت نہیں ہوگی کسی شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے

متحد ہو گے تو کہلاؤ گے غازی و مومن

منتشر ہو گے تو قسطوں میں صفایا ہوگا

اتحاد وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے مساجد کے ذریعہ لوگوں میں اس دعوت کو پہنچایا جاسکتا ہے اور لوگوں کو ایمان کی بنیاد پر اکٹھا کیا جاسکتا ہے اللہ ہمارے اندر اتحاد کی طاقت پیدا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

علم سے درجات بلند ہوتے ہیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا
مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالَّذِينَ
أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

قابل صد احترام معلمات، ماؤں اور بہنوں!

مسلم اور اہل علم کی بڑی فضیلتیں قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت
ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحمت نازل
فرماتا ہے اور اس کے فرشتے اور آسمان و زمین میں رہنے والی ساری مخلوقات یہاں
تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور پانی میں رہنے والی مچھلیاں بھی اس بندے
کیلئے دعائے خیر کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی اور دین کی تعلیم دیتا ہے، کتنا برا مرتبہ
ہے طلباء اور علماء کا اور کتنے خوش نصیب ہیں یہ لوگ کہ مچھلیاں بھی دعائیں کرتی ہیں

ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص علم کی تحصیل میں گھر سے یا وطن سے نکلتا ہے
وہ اس وقت تک اللہ کے راستے میں ہے جب تک واپس آئے قرآن کریم میں اللہ
تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا
يَعْلَمُونَ کیا جاننے والا اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں یعنی یہ دونوں
کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے پڑھے لکھے لوگوں کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔

علم کی بھی مختلف قسمیں ہیں

کچھ اشخاص و افراد کو کچھ چیزوں کا خصوصی علم عطا فرمایا گیا اور ان کا یہ علم ان
کے لیے مزید حصول درجات کا سبب بنا۔ چنانچہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء
دیا گیا کہ کس چیز کا کیا نام ہے اور اس میں کیا کیا فوائد و حکمت مستور و پوشیدہ ہیں۔
اور بقول مفسرین یہی علم ان کے مجبور ملائک ہونے کا ذریعہ بنا کہ اس علم کی برکت
سے اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا۔ (بقرہ: ۳۱)

حضرت خضر علیہ السلام کو علم الفرائض عطا کیا گیا۔ (انہف: ۶۵) اور اس علم کی برکت
سے ان کو یوشع بن نون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے شاگرد ملے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب کی تعبیر کا علم عطا کیا گیا۔ (یوسف: ۱۰۱) اور ان کو اس علم
کی برکت سے سلطنت حاصل ہوئی۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زورہ بنانے کا علم عطا کیا گیا۔ (انبیاء: ۱۰۸) اس علم کی برکت
سے ان کو سرداری حاصل ہوئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی زبان اور ان کی گفتگو کا فہم عطا کیا
گیا۔ (انہف: ۱۶) اس علم کی برکت سے ان کو بلقیس جیسی ملکہ اور اس کے ملک
پر غلبہ نصیب ہوا۔

اے ابن آدم! اگر مخلوقات کے نام محفوظ کرنے پر آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ کو تہیہ و سلام حاصل ہو سکتا ہے تو کیا ذات خالق اور اس کی صفات کا علم حاصل کرنے پر فرشتوں کا تہیہ و سلام حاصل نہیں ہوگا؟ ضرور حاصل ہوگا، بلکہ خود رب کا سلام حاصل ہوگا۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ۔ (یس: ۵۸)

مجلس علم کی برکت

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بسا اوقات آدمی اپنے گھر سے اس حالت میں نکلتا ہے کہ اس پر تہامہ کے پہاڑوں جتنا (گناہوں کا) بوجھ ہوتا ہے اور جب وہ کسی علم کی مجلس میں پہنچتا ہے اور وہاں علم کی بات سنتا ہے تو اپنے گھر اس حالت میں واپس آتا ہے کہ اس کے تمام گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں، اسلئے لوگو! علماء کی مجالس کو لازم پکڑ لو کیونکہ زمین کا کوئی حصہ ان کی مجلس سے افضل نہیں ہے۔ علماء کی مجلسوں میں بیٹھنے والا کبھی بھی محروم نہیں رہتا جس طرح عطر فروش کی دکان پر بیٹھنے والا ہمیشہ فائدہ میں رہتا ہے یا تو اسکو عطر ہی مل جائیگی یا تو خرید لے گا یا صاحب دکان اس کو بھی تھوڑی سی عطر لگا دے گا اور نہیں تو کم از کم خوشبو سے ذہن و دماغ کو معطر ہی کرے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اللہ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ علماء ہی معرفت خداوندی سے واقف ہوتے ہیں اور عوام الناس کو علم نہ ہونے کی وجہ سے معرفت خداوندی سے بھی وقفیت نہیں ہوتی اس لئے ان کے اندر اللہ کا خوف اور تقویٰ اس درجہ کا نہیں ہوتا جس درجہ علماء نے کرام کے اندر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی

لوگوں کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کر نیک حکم دیا ہے جس کے اندر تقویٰ و پرہیزگاری اور خشیت الہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو، تاکہ اس کے اثرات پاس بیٹھنے والوں میں بھی منتقل ہوتی ہے بہر حال علماء کی مجلس بڑی برکت والی مجلس ہے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ کچھ وقت اولیاء اللہ کی صحبت میں گزار دینا سو سال کی خالص نفلی عبادت سے بہتر ہے بہت بڑی دولت ہے صحبت علماء اللہ تعالیٰ ہم سب کو علماء کرام سے عقیدت و محبت نصیب فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

جاتا ہے۔ اس کے ساتھ خاوند سے لے کر سسرال کے ایک چھوٹے فرد تک سبھی طالبانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ حالانکہ بچیاں پیدا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ عورت کا کوئی قصور ہے بلکہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے طے کی ہوئی قسمت کا فیصلہ ہے۔ جسے کوئی انسان اپنی مرضی سے بدل نہیں سکتا۔ علاوہ ازیں جدید سائنسی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے اگر کسی عورت کے ہاں صرف بیٹیاں ہی پیدا ہوں تو یہ اس کی علامت ہے کہ عورت کا نظام ولادت ٹھیک ہے مگر مرد میں کمزوری ہے عورت کے زنا نہ جراثیم (انڈے) تو اپنا کام کر رہے ہیں مگر مرد کے مردانہ جراثیم (سپرمز) میں کوئی خرابی یا کمزوری ہے۔

در اصل مرد کے مادہ تولید میں ایکس وائی (x,y) دو قسم کے جرثومے ہوتے ہیں جبکہ عورت کے مادہ تولید میں صرف ایکس ایکس (x,x) جراثیم ہوتے ہیں۔ اگر عورت کا ایکس (x) مرد کے ایکس سے (x) سے ملاپ کرے تو لڑکی کا جنین بنتا ہے بصورت دیگر اگر مرد کا وائی (y) عورت کے ایکس (x) سے ملاپ کرے تو لڑکے کا جنین بنتا ہے۔ اور اگر مرد کے مادہ تولید میں صرف ایکس (x) جراثیم ہوں اور وائی (y) موجود نہ ہوں یا کمزور ہوں یا مرد کے وائی (y) جرثومے عورت کے ایکس (x) جرثوموں سے ملاپ نہ کر سکیں تو ایسا مرد عورت سے ملاپ کے باوجود لڑکا پیدا نہ کر سکے گا۔

معلوم ہوا کہ لڑکا پیدا نہ ہونے میں عورت بیچاری کا کوئی قصور نہیں بلکہ خرابی مرد میں ہے۔ کہ اس کے جراثیم مردہ یا کمزور ہیں جو لڑکی کی پیدائش کا ذریعہ بنتے ہیں۔ یا تو یہ کسی بیماری کی وجہ سے ہوتا ہے یا پھر فطری طور پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ جب تک یہ خرابی دور نہ ہو تب تک ایسا مرد جتنی چاہے شادیاں کر لے اس کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہوگا۔

بیٹیوں کی فضیلت

بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جنت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَصَمَّ أَصَابَعَهُ“ (مسلم) (۲۳۳۱) کتاب البر والصلة والآداب، بیہقی فی شعب الایمان (۴۰۴۶) شرح السنہ (۱۸۸/۶) جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتیٰ کہ وہ بالغ ہو گئیں تو وہ اور میں روز قیامت (اس طرح) آئیں گے اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَالَ بِنْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتَّى يَبْنَ أَوْ يَمُوتَ عَنْهُنَّ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ ، وَأَشَارَ بِأَصْبَعِيهِ السَّبَابَةِ وَالَّتِي تَلِيهَا“ (صحیح ابن حبان: ۴۳۸، صحیح الترغیب والترہیب: ۱۹۷۰، کتاب النکاح وما يتعلق به) ”جس نے دو یا تین بیٹیوں کی یا دو اور تین بہنوں کی پرورش کی حتیٰ کہ وہ (وفات یا شادی وغیرہ کے ذریعے اس سے) جدا ہو گئی یا وہ انہیں چھوڑ کر فوت ہو گیا تو وہ اور میں جنت میں ان دونوں (انگلیوں) کی طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انکشت شہادت اور اس کے قریب والی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔“

بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جہنم سے چھٹکارہ نصیب ہوگا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لئے ہوئے ماگتی ہوئی آئی۔ میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا، میں نے وہی دے دی۔ وہ ایک کھجور اس نے اپنی دو بچیوں میں تقسیم کر دی اور خود نہیں کھائی پروہ اٹھی اور چلی گئی اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا حال

بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ان بچیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو معمولی سے تکلیف میں ڈالا تو بچیاں اس کیلئے دوزخ سے بچاؤ کیلئے آڑ بن جائیں گی۔“

(بخاری: ۱۳۱۸، کتاب الزکاۃ، باب تقویٰ النار و یقین ترمذی: ۲۶۲۹، کتاب البر

والصلۃ والاداب: ۲۳۶۲۶، ترمذی: ۱۹۱۳، شرح السنۃ للبیہقی: ۱۶۸۱، بیہقی: ۷/۲۷۸)

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”من ابتلی بشیء من البنات فصبر

علیہن کنالہ حجابا من النار“ (الترمذی: ۱۹۱۳، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات)۔

جو شخص بیٹیوں کی وجہ سے کسی چیز کے ساتھ آزما یا گیا اور پھر اس نے ان پر صبر

کیا تو وہ اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کے لئے رکاوٹ بن جائیں گی۔

اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے کہ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت اور پرورش پر جنت کی

خوشخبری اور بشارت سنائی جا رہی ہے اللہ تعالیٰ لڑکیوں کی وجہ سے گھروں میں خیر و

برکت نازل فرماتے ہیں اور خوشحالی پیدا ہوتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پرورش پر

سبقت لے جاتے تھے اور ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ غریب و یتیم بچی کی پرورش میں کروں

گا یہ آپ ﷺ کی صحبت بابرکت کا نتیجہ تھا کہ جس نے عربوں کو ہر چیز کا سلیقہ عطا کیا

اور تعلیم و تربیت کر کے اس بلندی پر پہنچا دیا کہ دنیا کی امامت و قیادت انکے سپرد

کردی اور انہوں نے ظلمت و تاریکی میں پھنسی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کی کسی شاعر

نے کیا خوب کہا ہے:

جو نہ تھے خود راہ اوروں کے رہبر بن گے

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

غیر مسلموں کے ساتھ اسلام کا عدل و انصاف

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ
بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ
يُضِلُّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ
سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمْنَٰتِ اِلَى
اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترم صدر معلم بزرگ، ماؤں اور بہنو! اسلام امن و شانتی کا مذہب ہے اپنوں

اور غیروں کیساتھ عدل و انصاف کا حکم کرتا ہے تاریخ اسلام میں ایسی بہت سے

مثالیں مل سکتی ہیں، عادل و منصف حج نے ذرا بھی خوف نہیں اور اپنے امیر المؤمنین

کے خلاف ہی فیصلہ کر دیا اور غیروں کے حق میں فیصلہ سنا دیا اور اس طرح اسلام کو

سر بلندی عطا کی اور یہ ثابت کر دیا کہ اسلام عدل و انصاف کا پیکر مذہب ہے۔

ذمیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا جائیگا

حضرت محمد ﷺ مسلمان اور غیر مسلم سبھوں کے ساتھ عدل برتنے کا حکم فرمایا ہے: ”إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ“ (نساء: ۵۸) اللہ تعالیٰ تمہیں امانتیں حقدار کے حوالہ کر دینے کا حکم فرماتا ہے اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کیساتھ کرو۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان آیتوں (کے معنی و مفہوم) کو کا حقد سمجھا اور ان پر عمل بھی کیا۔ اس طرح سے لوگوں کی ذات یا جنس یا دین یا حسب و نسب دیکھے بغیر عدل کا حکم سب کے درمیان کرنے کا حکم ہے۔ سب برابر ہیں، حتیٰ کہ کوئی صاحبِ حق رحقدار مسلمانوں کا مخالف ہی کیوں نہ ہو مگر اس غیر مسلم حقدار کو اس کا حق دینا ضروری ہے۔ قرآن نے حضرت محمد ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ اہل کتاب اپنے درمیان فیصلہ کرانے کیلئے اگر آپ کے پاس آئیں تو آپ انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔ وَإِنْ حَكَمْتَ فَأَحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ، إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔ (مائدہ: ۴۲) اگر آپ فیصلہ کریں تو آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں انصاف کیساتھ، اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ تمیں سے زیادہ حدیثوں میں، ذمیوں کے حق سے متعلق حضرت محمد ﷺ نے اپنے اصحاب کو سختی کے ساتھ تلقین فرمائی ہے۔ جو مسلمانوں کے ساتھ ایک معاہدہ کے تحت مرتبط ہو، وہ ذمی ہے جیسے حدیث میں ہے: ”مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رَيْحَهَا لِيُوجَدُ مِنْ مِسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا“ (بخاری) جس نے کسی ذمی کو مار ڈالا وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا، جبکہ اس کی خوشبو چالیس سال تک کی مسافت پر بھی محسوس کی جائے گی اور فرمایا سنو! جس نے کسی ذمی پر ظلم کیا یا اس کا حق مارا۔ نبی کریم

ﷺ نے بلا شرط اسلام کسی بھی جان کو عذاب دینے سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوا: ”إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا“ جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ عذاب سے دوچار کرے گا۔ (مسلم) حضرت محمد ﷺ نے اسلامی معاشرہ کے اندر غیر مسلموں کی ضمانت لی ہے۔ انکی جان و مال اور عزت و آبرو کو مامون قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ جب تک سر زمین اسلام پر رہیں گے مسلمان یا غیر مسلم کسی کی بھی طرف سے انکو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

اسلامی عدالت کا حیرت انگیز واقعہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں انہیں کا ایک یہودی کے ساتھ مقدمہ آیا وقت کے سب سے بڑے قاضی قاضی شریح کے دربار میں واقعہ کچھ اس طرح تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے اپنی زرہ یہودی کے پاس دیکھی تو کہنے لگے کہ یہ زرہ میری ہے یہودی نے کہا کہ یہ زرہ میری ہے مقدمہ عدالت میں گیا، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کہ یہ زرہ میری ہے۔ قاضی شریح نے کہا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ زرہ آپ ہی کی ہے۔ گواہ پیش کیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے اور ایک غلام کو پیش کیا قاضی شریح نے فرمایا: یا امیر المومنین شہادۃ الابن للاب لا يجوز بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں قبول نہیں کی جاتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَا يَجُوزُ شَهَادَتُهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حیرت کی بات ہے ایک جنتی شخص کی گواہی قبول نہیں کی جاسکتی جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہونگے قاضی شریح نے فرمایا امیر المومنین بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں قبول

نہیں کی جاسکتی۔ حضرت علیؑ خاموشی کے ساتھ اس فیصلہ پر راضی ہو گئے، پھر یہودی نے اسلامی عدالت کے حیرت انگیز عدل و انصاف کو دیکھ کر فرمایا امیر المومنین قدمنی الی قاضیہ وقاضیہ یقضی علیہ اشہد ان الدین علی الحق واشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبده ورسوله وان الدرع درعک یا امیر المومنین سفطت معک لیلا امیر المومنین میرا مقدمہ لیکر اپنے قاضی کے پاس گئے اور ان کا قاضی انہیں کے خلاف فیصلہ کر رہا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ دین حق پر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ زرہ آپ ہی کی ہے۔ رات میں گر گئی تھی میں نے اٹھالیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا جب تو مسلمان ہو گیا تو یہ زرہ بھی تیری ہے یہ ہے اسلامی عدل و انصاف کہ جس کی دشمن بھی شہادت دے۔ تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں قاضیوں نے بلا کسی خوف و خطر کے حکام وقت کے خلاف فیصلہ صادر فرمایا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

☆☆☆

بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاءً
وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ أَوْ يَزُوجُهُمْ ذُكْرًا نًا وَإِنَاءً وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ
عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

میری مشفق و مہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دیں، بیٹے بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں بیٹیاں بھی اللہ کی عظیم ہیں اس لئے دونوں پر ہی خصوصی توجہ دینی چاہئے عام طور پر دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ والدین بیٹوں پر توجہ زیادہ کرتے ہیں اور بیٹیوں پر توجہ کم کرتے ہیں جبکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: سَوُّوْ مِیْنَ اَوْلَادِكُمْ فَلَوْ كُنْتُمْ مُفْضَلًا لَفَضَلْتُ النِّسَاءَ اپنی اولاد کے درمیان عطیات میں برابری کرو اگر میں کسی کو ترجیح دیتا تو عورتوں یعنی لڑکیوں کو ترجیح دیتا والدین اپنی زندگی میں اولاد پر جو کچھ خرچ کریں تو ایسا نہ ہو کہ کسی اولاد کو کم اور کسی اولاد کو زیادہ دیں بلکہ ساری اولاد کے درمیان برابری کے ساتھ تقسیم

کریں ہاں میراث کا مسئلہ کچھ الگ ہے کہ لڑکیوں کو لڑکوں کا نصف ملے گا۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس صورت میں بھی شریعت نے لڑکوں کے لئے کوئی زیادہ دینے کا فیصلہ نہیں کیا ہے کیونکہ لڑکوں کے اوپر ذمہ داریاں بہت ہیں اسکے بیوی بچے اگر کوئی بہن بیوہ یا مطلقہ ہوگئی ہے تو اسکا خرچ اسکی دوبارہ شادی بیاہ کا نظم و انتظام اور لڑکیوں کے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں تو نصف حصہ شریعت نے جو مقرر کیا ہے وہ بہت زیادہ ہے کہ لوگ اس کا خیال کرتے صحیح طور پر اسکو حق میراث دیدیں تو لڑکیا بہت خوشحال ہو جائیں گی کیونکہ بسا اوقات لڑکیاں بیچاری غربت و افلاس میں زندگی گزارتی ہے اور بھائی اچھی پوزیشن میں ہوتے ہیں اور باپ کی ساری میراث ہڑپ کر کے رکھ لیتے ہیں اس سلسلہ میں بڑی کوتاہیاں ہوتی جا رہی ہیں والدین کی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے کہ بیٹیوں پر زیادہ توجہ کریں تاکہ ان کو کمتری کا احساس نہ ہو۔

لڑکیوں کی شادی کیلئے انکی مرضی کا خیال رکھیں

حدیث شریف میں آتا ہے جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اس نے بیٹی کو اذیت نہ پہنچائی اسے اچھائی سے نہ روکا اور بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (احمد)

تم میں سے کوئی شخص اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ایک بد صورت گھٹیا شخص سے اس کی شادی کر دیتا ہے حالانکہ عورتیں بھی وہی کچھ چاہتی ہیں جو تم چاہتے ہو۔ (رواہ ابو نعیم عن الزہیر)

جس شخص کے ہاں دو بیٹیاں جو ان ہو جائیں اور اس نے بیٹیوں کیساتھ اچھا برتاؤ کیا ہم اسے جنت میں داخل کریں گے۔ (طبرانی) میری امت میں جس شخص کے ہاں تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں وہ اچھی طرح سے ان کی پرورش کرے حتیٰ کہ

انہیں بیاہ دے یا وہ مرجائیں وہ شخص جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں سببہ اور وسطی جمع کر کے اشارہ کیا۔ (طبرانی)

تم ان پر خرچ کرتی رہو ان پر جو تم خرچ کرو گی اسکے بدلہ میں تمہارے لئے اجر و ثواب ہے۔ (بخاری، مسلم) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں پر خرچ کروں تو کیا میرے لئے اجر و ثواب ہوگا؟ جبکہ وہ تو میرے بھی بیٹے ہیں اس پر آپ ﷺ یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ (احمد)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جنت واجب کر دی ہے اور اس کھجور کے بدلہ میں اسے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ (رواہ احمد بن حنبل و مسلم عن عائشہ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی اس نے اپنے پاس اپنی دو بیٹیاں اٹھا رکھی تھیں میں نے اسے تین کھجوریں دیں اس نے ہر بچی کو ایک ایک کھجور دی اور ایک کھجور اپنے منہ کی طرف لے گئی تاکہ وہ بھی کھائے لیکن بچیوں نے اس کھجور کا بھی مطالبہ کر دیا عورت نے کھجور دو حصوں میں تقسیم کی اور ایک ایک حصہ دونوں کو دے دیا۔ میں نے یہ واقعہ رسول کریم ﷺ سے بیان کیا اس پر آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔ اس نے جو اپنے دو بیٹیوں پر رحم کیا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی اس پر رحم کر دیا ہے۔ (رواہ الطبرانی)

کہتے ہیں ایک عورت نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے پاس دو بیٹے تھے آپ ﷺ نے اسے تین کھجوریں دیں عورت نے اپنے دونوں بیٹوں کو ایک ایک کھجور دی، جب بچوں نے اپنے حصہ کی کھجوریں کھالیں ماں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا ماں نے اپنے حصہ کی کھجور دو حصوں میں تقسیم کی اور بچوں کو دے دی اس پر یہ حدیث ارشاد فرمائی۔

آج بھی لڑکیوں پر ظلم کیا جاتا ہے

لڑکیاں رحمت اور برکت کا ذریعہ ہیں اور دخول جنت کا ذریعہ ہیں مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ لڑکیوں کو وہ مقام نہیں دیا جاتا ہے جو انکو ملنا چاہیئے زمانہ جاہلیت میں جس طرح لڑکیوں پر ظلم ڈھایا جاتا تھا آج بھی بڑے پیمانے پر لڑکیوں کو ظلم و ستم کی چکی میں پیسا جاتا ہے پہلے لڑکیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا اور آج رحم مادر ہی میں مار دیا جاتا ہے اخباروں میں آئے دن افسوسناک خبریں آتی رہتی ہیں کہ میڈیکل چیک اپ کے ذریعہ معلوم کرا کے بچی ہونے کی صورت میں جنین کو نکال کر کوڑے دان میں ڈال دیا گیا آخر لڑکیوں کی پیدائش کو اس قدر ناگوار کیوں محسوس کیا جا رہا ہے کیا لڑکی اللہ کی مخلوق نہیں ہے کیا وہ والدین سے محبت نہیں رکھتی کیا وہ اللہ کے یہاں سے اپنا رزق لے کر نہیں آتی؟ آخر آج لوگوں کا مزاج کتنا بدل گیا ہے کہ حدیث میں اتنی ساری بشارتیں لڑکیوں کی پرورش پر آنے کے باوجود ہماری رگ حمیت نہیں بھڑکتی اور ہم کو لڑکیوں کی پیدائش پر خوشی نہیں ہوتی۔ اللہ ہم کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور لڑکیوں کے حقوق ادا کر نیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

اہل جنت

خوبصورت اور حسین و جمیل ہوں گے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مُتَكَيِّئِينَ عَلَى رَفْرِفِ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حَسَانٍ فَبِأَيِّ
الْآءِ رَبَّكُمَا تُكَذِّبِينَ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

محترمہ صدر معلمہ، مشفق و مہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! یہ دنیا دار الامتحان اور دار العمل ہے جو یہاں عمل صالح کریگا آخرت میں وہ چین و سکون سے زندگی بسر کریگا۔ مومنین کو آخرت میں ملنے والی نعمتیں ایسی ہیں جنکا انسان وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَعَدَّتْ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أَذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ وَأَفْرُقُوا إِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں کبھی انکا خطرہ یا خیال ہی گذرا ہے اور اگر تم چاہو تو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ لو جس کا مطلب یہ ہے کوئی آدمی بھی ان نعمتوں کو نہیں جانتا جو ان بندوں کیلئے چھپا کے اور محفوظ کر کے رکھی گئی ہیں جن میں انکی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اہل جنت ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمکتی دکھتی) ہوں گی، اور جو لوگ ان کے بعد (دوسرے نمبر پر) داخل ہونگے ان کی صورتیں بہت زیادہ روشن ستارہ کی طرح سے (منور) ہوں گی، سب جنتیوں کے دل ایک ہی دل پر ہونگے (یعنی ان کے آپس میں ایسی محبت ہوگی جیسے قالب بہت ہوں اور قلب ایک ہو) ان میں آپس میں نہ اختلاف ہوگا نہ بغض ہوگا، ہر ایک کے لئے (حور عین میں سے کم از کم) دو بیویاں ہوں گی ان میں سے ہر بیوی کی پنڈلی کا گود احسن کی وجہ سے (ہڈی اور) گوشت کے باہر سے نظر آئیگا، یہ لوگ صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے، نہ بیمار ہوں گے نہ ناک سے ریخت آئیگا اور نہ تھوکیں گے، ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، ان کی آنکھیں میں خوشبو پھیلنے کے لئے جو چیز جلے گی وہ عود ہوگی اور ان کا پسینہ مشک (کی طرح خوشبودار) ہوگا۔ (بخاری شریف)

اس حدیث سے اہل جنت کے حسن و جمال اور ان کی بیویوں کی خوبصورتی کا حال معلوم ہوا، نیز ان کی صفائی ستھرائی کا بھی پتہ چلا کہ ان کو نہ ناک صاف کرنیکی

ضرورت ہوگی اور نہ تھوکنے کی حاجت ہوگی، دوسری روایات میں یہ بھی ہے کہ لایسولون ولا یتغوطون (یعنی اہل جنت نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی) پسینہ جو آئے گا وہ گرمی کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ کھانا ہضم ہو جانے کا ذریعہ ہوگا (جس کا بیان آگے آئیگا) اور وہ پسینہ خوشبودار اور خوشگوار ہوگا۔

حدیث بالا میں ہے کہ اہل جنت کی آنکھیں میں جلنے والی چیز عود ہوگی ذہن میں لانے کے لئے ”عود“ کو اگر لکڑی سمجھ لیجئے جس کے برادہ سے اگر بتیان بنتی ہیں، چونکہ اگر قیمتی چیز ہے اس لئے دوسری لکڑی کی باریک باریک سلائیوں پر اس کا برادہ لپیٹ کر اگر بنتی بنائی جاتی ہے جنت میں کسی چیز کی کمی نہ ہوگی، لہذا خوشبو کے لئے عود ہی لگ رہا ہوگا (اس کے برادہ کی بتیاں بنائیںکی حاجت نہ ہوگی) اور یہ وہاں کا عود ہوگا یہاں کے عود پر قیاس نہ کریں یہ انگلیٹھیاں آگ سے جل رہی ہوں گی یا کسی دوسری چیز سے؟ اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں دیکھی۔

فائدہ: بخاری شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا، اور جنت میں جو بھی داخل ہوگا آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ کا ہوگا۔

جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راہ خدا میں ایک دفعہ صبح نکلتا یا شام نکلتا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اگر اہل جنت کی بیویوں میں سے کوئی عورت زمیں کی طرف جھانکے تو ان دونوں کے درمیان یعنی جنت سے لے کر زمین تک روشنی ہی روشنی ہو جائے اور مہک اور خوشبو سے بھر جائے اور اسکے سر کی صرف اوڑھنی بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، اہل جنت کیلئے بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں حضور

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: موضع سوط فی الجنة خیر من الدنيا و ما فیہا جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے عرب کا یہ رواج تھا کہ جب چند سوار ایک ساتھ سفر کرنے اور جو سوار جہاں قیام کرنا چاہتا اپنا کوڑا وہاں رکھ دیتا پھر وہ جگہ اسی کی سبھی جاتی اور دوسرا اس پر قبضہ نہیں کرتا تو اس حدیث میں کوڑے سے اتنی مختصر سی جگہ ہے جو کوڑا ڈال دینے کی وجہ سے کوڑے والے کیلئے مختص ہو جاتی ہے ظاہر ہے کہ دنیا کے اندر جتنی بھی نعمتیں ہیں چھوٹی یا بڑی سب ایک نہ ایک دن فنا ہو جائیں گی مگر آخرت کی تھوڑی نعمت بھی بہت ہے اس کیلئے زوال نہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اس لئے عقلمندی کی بات یہی ہے کہ مرنے کے بعد کام آنے والے عمل کریں تاکہ ہمیشگی دولت اور عیش و آرام حاصل ہو لیکن جنت میں سب سے بڑی جو نعمت ہوگی وہ اللہ کا دیدار ہوگا اس سے بڑی کوئی نعمت نہ ہوگی اہل سنت و الجماعت کا یہی مسلک ہے کہ آخرت میں دیدار خداوندی ہوگا۔ اللہ ہم سب کو اپنی رضاء اور اپنا دیدار نصیب فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

پڑوسی کے حقوق

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِّهِ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسْكِيْنَ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصّٰحِبِ بِالْجُنُبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! معاشرے کے اندر انسان کو والدین کے ساتھ دوسرے رشتہ داروں کیساتھ زندگی گزارنے کا واسطہ پڑتا ہے بیوی بچے بہن بھائی خالہ پھوپھی وغیرہ ایک اور قسم ہے پڑوسیوں کی بھی شریعت میں پڑوسیوں کے بہت حقوق بیان کئے ہیں پڑوسی بھی مختلف مزاج اور مختلف اخلاق

کے ہوتے ہیں بعض دفعہ تکلیف دہ چیز واقعات رونما ہوتے ہیں اور لڑائی جھگڑے تک کی نوبت آجاتی ہے اور طویل عرصہ تک قطع تعلق رہتا ہے اور دشمنیاں چلتی رہتی ہیں۔ حدیث شریف میں پڑوسیوں کے حقوق بہت بیان کئے گئے ہیں اسلئے پڑوسیوں کی طرف پیش آنے والی باتوں پر صبر کرنا چاہئے اور حتی الامکان خوش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکا بہت بڑا ثواب ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے بار بار پڑوسیوں کے حقوق سے متعلق فرماتے رہے مجھے اندیشہ ہونے لگا کہیں پڑوسیوں کو وارث ہی نہ بنا دیں۔

پڑوسی چالیس گھروں تک

اسلامی معاشرہ میں ہمسایہ کی تعریف کیا ہے؟ پہلے اس پر توجہ دیجئے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث ہے: **الْجِيرَانُ ثَلَاثَةٌ** پڑوسی تین ہیں۔ ایک وہ ہے جس کا صرف ایک حق ہے اور حق کے اعتبار سے اس کا کم از کم حصہ ہے۔ ایک پڑوس وہ ہے جس کے دو حق ہیں، ایک کے تین ہیں۔

وہ ہمسایہ جس کا صرف ایک حق ہے وہ مشرک ہمسایہ ہے اسے صرف حق ہمسائیگی حاصل ہے، وہ ہمسایہ جس کے دو حق ہیں وہ مسلمان ہمسایہ ہے اسے ایک حق اسلام اور دوسرے ہمسائیگی کا حق حاصل ہے۔

وہ ہمسایہ جسے تین حق حاصل ہیں وہ قرابت دار مسلمان ہمسایہ ہیں اسے حق اسلام، حق قرابت اور حق ہمسائیگی حاصل ہے۔ (علیہ ابو نعیم، مسند بزاز)

ایک دوسری حدیث سے ہمسائیگی کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے: **الْجَوَارِ اَرْبَعُونَ دَارًا** ہمسائیگی کا حق چالیس گھروں تک ہے۔ سنن ابوداؤد میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے **حَقُّ الْجَوَارِ اَرْبَعُونَ دَارًا** فرما کر سامنے

دائیں اور پیچھے کی طرف اشارہ کر کے بتلایا حضرت معاویہ بن حبیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا پڑوسی کا حق یہ ہے اگر بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرے، فوت ہو جائے تو جنازہ کے ساتھ جائے، اسے قرض کی ضرورت پڑ جائے تو قرض دیدے۔ برہنہ ہو تو پہننے کو کپڑے دے، اگر اسے کوئی بھلائی پہنچے تو مبارک باد دے، مصیبت پہنچے تو تعزیت کرے، اپنے مکان کی دیواریں اس قدر بلند نہ کرے کہ اس کی ہوا رک جائے، اپنی ہانڈی کی بو سے اسے اذیت نہ پہنچائے الایہ کہ اسے بھی اس میں کچھ بھیج دے۔ (معجم کبیر، جبران)

نیز فرمایا: **الْجَارَ اَحَقُّ بِشَفْعَتِهِ** ”ہمسایہ حق شفعہ کا سب سے زیادہ حقدار ہے، جبکہ دونوں کا راستہ ایک ہو، اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کرے۔“

(مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

پڑوسی کو حق شفعہ

اگر کوئی شخص گھر فروخت کرنا چاہے تو اس کا پڑوسی سب سے بڑا حقدار ہوگا اگر وہ نہ لے تب کسی دوسرے کو فروخت کر سکتا ہے اور اگر بغیر اسکی اجازت کے کسی کو فروخت کر دیا تو پڑوسی کو حق ہے کہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے اور مقدمہ کر کے اسکو حاصل کر لے یہی زمین کا بھی ہے اگر اپنی زمین بیچنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلا حقدار پڑوسی ہوگا اگر وہ دست بردار ہو جائے تو کسی دوسرے کو فروخت کر سکتے ہیں شریعت مطہرہ نے پڑوسی کو بہت حقوق عطا کئے ہیں خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غیر مسلم پڑوسیوں کا بھی خیال کیا اور جو حقوق شریعت نے ان کے لئے بیان کئے ہیں۔ ان حقوق کا ہمیشہ پاس و لحاظ رکھا پڑوسیوں کی طرف سے پیش آنے والی تکلیفوں کو برداشت کر لیا کرتے تھے، مگر ان کو سستاتے نہیں تھے، یہی وجہ تھی کہ غیر

اور ہواؤں پر اڑ کر چاند کی سیر کرنے اور سورج کی شعاعوں کو گرفتار کرنے میں لگے ہیں اس طرح اسباب موت بھی بڑھتے جا رہے ہیں اور کبھی کبھی حادثے میں سیکڑوں اور ہزاروں کی موت ہو جاتی ہے، اور بہت سے لوگ زخمی ہو جاتے ہیں ایسے وقت میں خون کی سخت ضرورت پڑتی ہے بہر حال خون کا عطیہ جائز اور درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ ایک کارِ ثواب ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

بزرگوں کی توہین کرنے والا منافق ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ أَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْآنَ إِنِّي أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ . صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

محترمہ صدرِ معلمہ، مشفق و مہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! اسلام نے ہم کو بزرگوں کی تعظیم کرنی کا حکم دیا ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوقِرْ كَبِيرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا، جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں جو اپنے بڑھاپے کو پہنچ جائے خواہ مرد ہو یا عورت ہر ایک کی عزت و توقیر کرنا ہمارا اخلاقی فریضہ ہے۔ حدیثِ قدسی ہے مَنْ أَدَى وَلِيًّا فَقَدْ أَدَيْتَهُ بِالْحَرْبِ اللّٰهُ تَعَالَى ارشاد فرماتے ہیں۔ جس نے میرے دوست کو تکلیف پہنچائی اس سے میرا اعلانِ جنگ ہے دو

ہی قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اتنی سخت وارنگ دی ہے ایک سو دکھائی والا، دوسرا اللہ کے برگزیدہ بندوں کو ستانے والا، اسلئے کبھی کسی کو ستانا نہیں چاہئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آدمی کی داڑھی پک جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے شرم کرتے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی داڑھی سفید ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ یہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وقار ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرے وقار کو بڑھا دیجئے، داڑھی کا سفید ہونا جہاں وقار کو بڑھاتا ہے وہیں موت کو بھی یاد دلاتا ہے کہ اب موت کو کثرت سے یاد کرو۔ عمر کا ایک طویل حصہ سستی اور غفلت میں گزار دیا۔

صحابہ اسلام کا کامل نمونہ تھے

بہر حال اسلام نے بڑوں کی بے حرمتی کرنے، مذاق اڑانے، برا بھلا کہنے اور ان پر ہنسنے سے منع کیا ہے اور بڑوں کی توہین کرنے والوں کو منافق قرار دیا ہے۔ طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ثَلَاثٌ لَا يَسْتَحِفُّ بِهِمُ الْاِمْنَانِ فَقُ : الشَّيْبَةُ فِي الْاِسْلَامِ وَذُو الْعِلْمِ وَاِمَامٌ مُّقْسِطٌ“

ترجمہ: ”تین آدمیوں کی توہین منافق ہی کر سکتا ہے، ایک وہ شخص جو حالت اسلام میں بڑھاپے کو پہنچا ہو اور عالم اور عادل امام و بادشاہ۔“

حضرت محمد ﷺ نے صحابہ کرام کی اس طرح تربیت فرمائی کہ قرآن و حدیث کی مکمل تعلیمات ان کے اعمال و اقوال سے ظاہر ہوتی تھیں گویا کہ وہ قرآن و حدیث کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ حکیم بن قیس بن عاصم فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے موت کے وقت اپنے بیٹوں کو یوں نصیحت کی:

”عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا عَنْ حَكِيمِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّ أَبَاهُ أَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِنَبِيهِ فَقَالَ اتَّقُوا اللَّهَ وَسَوِّدُوا أَكْبَرَهُمْ فَإِنَّ الْقَوْمَ إِذَا سَوَّدُوا أَكْبَرَهُمْ خَلِفُوا آبَاءَهُمْ وَإِذَا سَوَّدُوا أَصْغَرَهُمْ آزَرَى بِهِمْ ذَلِكَ فِي أَكْفَانِهِمْ وَعَلَيْكُمْ بِالْمَالِ وَاصْطِنَاعِهِ فَإِنَّهُ مُنْبَهَةٌ لِكَرِيمٍ وَيَسْتَعْنِي بِهِ عَنِ اللَّئِيمِ وَإِيَّاكُمْ وَمَسْأَلَةَ النَّاسِ، فَإِنَّهُمَا مِنْ آخِرِ كَسْبِ الرَّجُلِ وَإِذَا مِتَّ فَلَا تَنْوَجُوا فَإِنَّهُ لَمْ يَبِحْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِذَا مِتَّ فَادْفِنُونِي بِأَرْضِ لَا تَسْعِيرَ بَدْفِنِي بِكَرْبِنِ وَاثِلٍ فَإِنِّي كُنْتُ أَغَافِلُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ“۔ (الادب المفرد)

ترجمہ: حضرت قتادہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے مطرف سے سنا وہ حکیم بن قیس بن عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا، اللہ سے ڈرو اور اپنے بڑوں کو سردار بناؤ، جب قوم اپنے بڑوں کو سردار بناتی ہے تو اپنے آباء و اجداد سے آگے نکل جاتی ہے اور جب اپنے چھوٹے کو سردار بناتی ہے وہ اپنے ہم معصروں میں ذلیل و رسوا ہوتی ہے۔ تم پر مال حاصل کرنا اور اس کی حفاظت کرنا لازم ہے۔ مال شریعت کے لئے زینت ہے اور وہ اس کے ذریعہ سے کمینہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچو۔“

ایک بوڑھا شخص چاہے اس کا تعلق کسی بھی قوم و وطن سے ہو، کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو اس کے ادب و احترام کرنا اسلام حکم دیتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”إِذَا أَتَاكُمْ كَبِيرٌ قَوْمٍ فَأَكْرَمُوهُ“ (رواہ الطبرانی) یعنی جب تمہارے پاس کسی قوم کا بڑا آدمی آئے تو تم انکا اکرام کرو)

قاضی ابو یوسف نے ”کتاب الخراج“ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ایک بوڑھا جوان تھا بھی تھا ایک دروازے پر کھڑا بھیک مانگ رہا تھا۔

حضرت عمرؓ نے پیچھے سے اس کے بازو پر ہاتھ مارا اور پوچھا تم کو بھیک مانگنے کی ضرورت کیوں پڑی؟ اس نے کہا جزیہ ادا کرنے، اپنی ضرورت پوری کرنے اور اپنی عمر کے سبب بھیک مانگ رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لائے اور اپنے گھر سے کچھ دیا، پھر اس کو بیت المال کے خزانچی کے پاس بھیجا اور کہلوا دیا کہ اس کو اور اس جیسے لوگوں کو دیکھو! خدا کی قسم ہم انصاف نہیں کریں گے، اگر ہم اس کی جوانی کی کمائی کھائیں اور اس کے بوڑھے ہونے پر اس کی مدد چھوڑ دیں۔ قرآن میں صدقہ کی اجازت فقراء اور مساکین کیلئے ہے۔ فقراء تو وہی لوگ ہیں جو مسلمان ہیں اور یہ لوگ مساکین اہل کتاب میں ہیں۔ ان سے جزیہ نہ لیا جائے۔ (یہ ۱۰۱)

عمر رسیدہ و بوڑھوں کی قدر و منزلت اور عزت و احترام اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ اللہ ان کو آخرت میں ایک نور عطا فرمائے گا جس کی وجہ سے وہ اور لوگوں میں ممتاز ہوگا، یہ ان کی بڑائی اور عظمت کی نشانی ہوگی۔ اللہ ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ دنیاوی معاشرہ میں بھی ان کی موجودگی خیر و برکت کا بہترین ذریعہ ہے لہذا ان کے ادب و احترام، سکون و اطمینان اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے لیے عمومی تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔

مغربی ممالک کی حالت زار

مغربی ممالک میں تو بوڑھے اور ضعیف لوگوں کیلئے الگ مکان بنے ہوتے ہیں۔ جیسے والدین بڑھاپے کی عمر کو پہنچتے ہیں ان کو ان مکانوں میں پہنچا دیا جاتا ہے اور بھول کر اولاد اپنے بوڑھے والدین کی خبر تک نہیں لیتے اور اس طرح بزرگ ماں اور باپ سکر جاں بلب ہوتے ہیں۔ ایک مضمون نگار نے بڑا ہی عبرت انگیز واقعہ مغربی ملک کا لکھا ہے ایک شخص نے اپنے بوڑھے باپ کو لے جا کر اسی گھر

میں ڈال دیا جو حکومت کی طرف سے بنے ہوتے ہیں خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسکی زندگی طویل ہوگئی اور اسکو لانے والا بیٹا بوڑھا ہو گیا تو اسکے بیٹوں نے لا کر اسی گھر میں ڈال دیا یہ آنا نہیں چاہ رہا تھا بیٹے زبردستی ڈھکیل رہے ہیں تو اندر سے آواز آئی کہ آ جا اندر آ جا جب بادل نا خواستہ اندر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ میرا باپ ہی ہے یہ بڑے ہی افسوس کا مقام ہے بزرگوں کی عزت و توقیر نہیں کی جا رہی ہے اور ان کو وہ مقام نہیں دیا جا رہا ہے جو ان کو ملنا چاہیے تھا اگر ہم اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کریں گے تو ہماری بھی کوئی عزت نہیں کریگا اس لئے ہم اپنے بزرگوں کی عزت کریں۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



پڑوسی کی اہمیت

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا
تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ
وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا
فَخُورًا. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

محترمہ صدر معلّمہ، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے
”پڑوسی کی اہمیت“ اسی عنوان سے چند باتیں قرآن و حدیث کی روشنی میں آپ کے
سامنے پیش کرنی ہے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔
عن ابی شریح العدوی قال سمعت اذناى وابصرت عینای حین
تکلم النبی ﷺ فقال من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم جارہ
ومن کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ ومن کان یومن باللہ

والیوم الآخر فلیقل خیرا اولیصمت. حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا اور جس وقت آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے
اس وقت میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور یوم
آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کیلئے لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اکرام کا معاملہ
کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اپنے مہمان کا
اکرام کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اچھی بات
بولے یا پھر چپ رہے، گویا پڑوسیوں کا اکرام کرنا ایمان کیلئے لازم ہے، کامل مومن
وہ شخص نہیں ہو سکتا جو پڑوسیوں کا اعزاز نہ کرے۔

اچھے اور برے ہونے کا معیار

حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے ان کے علاوہ یہی حدیث حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے روایت کی ہے کہ فرمایا اللہ کے
رسول ﷺ نے: مَا زَالَ جِبْرِئِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورِثُهُ،
جبرئیل امین مجھے حقوق ہمسائیہ کی اس قدر مسلسل وصیت فرماتے کہ میں نے گمان کیا
کہ وہ جلد ہمسایوں کو وراثت میں شریک کر دیں گے۔“ (بخاری و مسلم)

اس بارہ میں ایک حدیث اور پڑھ لیجیے۔ اس کے راوی حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، وہ بیان کرتے ہیں۔

ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا مجھے کیسے معلوم ہو کہ میں نے
اچھے کام کئے ہیں یا برے؟ فرمایا: جب تم سنو کہ تمہارے ہمسائے تمہیں اچھا کہتے
ہیں تو سمجھ لو کہ تم نے اچھے عمل کئے ہیں۔ اور جب تم سنو کہ ہمسائے تمہیں برا کہتے
ہیں تو (اس کا مطلب یہ ہے) کہ تم نے برے عمل کئے ہیں۔“ (ابن ماجہ)

گویا ہر شخص کی درست کردار اور غلط کارہونے کا معیار اس کے اپنے ہمسایوں میں اس کی اچھی اور بری شہرت ہے۔

ہمسایہ سے حسن سلوک

اللہ رب العزت نے اپنے آخری کلام میں بار بار اپنی عبادت کے بعد حسن سلوک کے مستحق افراد میں ہمسایوں کو شامل کیا ہے۔ ایک آیت ملاحظہ ہو۔

الف: وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ أَوْ تَمَّ اللَّهُ كِي عِبَادَتِ كَرُو أَرْسَ كِي سَآءَ كَسِي كُشْرِي كَ نَهْءَ أَوْ أَرْسَ كَسُنْ سَلُوكِ كَرْو، مَآءِ بَآءِ كَسَآءَءَ، قَرْبَتِ دَارُوكِ كِي سَآءَءَ، تِيْمُوكِ أَرْ مَسْكِيْنُوكِ كَسَآءَءَ أَرْ رَشْتِ دَارِ هَمْسَايُوكِ، اَجْنِسِي هَمْسَايُوكِ أَرْ رَفْقَايُوكِ پَهْلُوكِ كَسَآءَءَ۔ (انساء، ۴: ۳۶)

ب: حضرت عبدالرحمن بن ابی قراء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَوْ يُحِبَّهُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ، ”جس شخص کو یہ بات بھلی لگتی ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کریں اسے چاہئے کہ اپنے پڑوس سے حسن سلوک کرے۔“ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: احسن الی جارک تکلن مومنا ”اپنے ہمسایہ سے حسن سلوک کرو مومن کامل ہو جاؤ گے۔ (مسند احمد، ترمذی)

د: ایک دوسرے ارشاد نبویؐ کا یہ حصہ بھی خرزجان بنانے والا ہے، خیر الجیران عند اللہ خیر لجاری ”اللہ کے نزدیک بہترین ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسایوں کے لئے بہتر ہے۔“ (ترمذی، دارمی)

پڑوسیوں کو ستانے والا مومن نہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ جَارِهِ بِوَأَيْقِهِ خَدَا كِي قَسَمِ وَهُ شَخْصِ مَوْمِنِ نَهِيْءِ، خَدَا كِي قَسَمِ وَهُ شَخْصِ مَوْمِنِ نَهِيْءِ، خَدَا كِي قَسَمِ وَهُ شَخْصِ مَوْمِنِ نَهِيْءِ، عَرْضِ كِيَا كِيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ كُونِ شَخْصِ، آءِ عِيْلَاءِ نَ ارْشَادِ فَرْمَايَا كَهْ وَهُ آءَمِيْ جَسْ كَسَ پَرُوسِيْ اسْكَى شَرَارَتُوْكَ اَرْ مَفْسَدَهْ پَر دَازِيُوْكَ سَ مَآمُوْنِ اَرْ بَءِ خَوْفِ نَهْ هُوْكَ، لِيْعْنِيْ اِيْسَا آءَمِيْ اِيْمَانِ سَءِ مَحْرُوْمِ رَهْتَا هَءِ اسْ لَءِ پَرُوسِيُوْكَ كِي كَبْهِيْ تَكْلِيْفِ نَهِيْءِ پَهُوْ نَچَانِيْ چَآءِ هَءِ اَرْ اَكْرُوْكَ تَكْلِيْفِ پَهُوْ نَچَءِ تُوْ اسْ پَر صَبْرِ كَرْنَا چَآءِ هَءِ۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



ائمہ کرام کی ذمہ داریاں!

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا
مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّمَا
الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

صدر معلمہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ”ائمہ کرام کی ذمہ داریاں“ مسجد کے امام پر صرف نماز پڑھانے کی ہی نہیں بلکہ پورے محلے کے سدھارنے اور دینی رخ پر لانے کی بھی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ امام کا بڑا اوقار ہوتا ہے لوگ اسکی باتوں کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ امام صاحب ہی ہمیں دنیا کی باتیں بتاتے ہیں اور ہماری اصلاح کی فکر کرتے ہیں اسلئے امام صاحب کو بھی صرف اپنے مقتدیوں ہی کی نہیں بلکہ سبھی لوگوں کی خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے ہر ایک کو دینی تعلیم کی فکر کرنی چاہیے اور معاشرے و سوسائٹی

میں جو برائیاں پھیل رہی ہیں ان کے دفع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور قوم کے جو بچے اور بچیاں صبح و شام کے مکتب میں نہیں آ رہے ہیں ان کے بارے میں فکر ہونی چاہئے کہ محلے کا کوئی بچہ بھی دینی تعلیم سے محروم نہ رہے اور عوام کو بھرپور تعاون کرنا چاہیے تاکہ امام صاحب فارغ البالی کے ساتھ دینی خدمات انجام دے سکیں۔

امام کا اصل فریضہ

مسجد کا معاشرے سے تعلق قائم کرنے اور قائم رکھنے میں بھی فیصلہ کن کردار امام کا ہی ہوگا۔ مسجد کو صاف رکھنا چاہیے۔ نظافت و طہارت کو دین میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کا اہتمام مسجد میں نظر آنا چاہیے۔ مسجد لوگوں کا مرکز ہو، لوگ وہاں بیٹھیں اور اپنے مسائل پر بات کریں۔ مسجد تو وہ جگہ ہے جہاں ہم سجدہ کرتے ہیں، لیکن نبی اکرم ﷺ کے اپنے خصائص نبوت میں سے یہ ہے کہ پوری زمین کو آپ ﷺ کیلئے سجدہ گاہ بنا دیا گیا مسلمان کسی بھی جگہ خاک پر سر رکھ کر سجدہ کر سکتا ہے۔ اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ مسلمان جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ پوری دنیا اللہ کی بندگی میں آجائے۔ نبی اکرام نے مسجد کی تعمیر کے بعد ساری توجہ مسجد پر ہی نہیں دی۔ محض اس کی آرائش و زیبائش کو مرکز توجہ نہیں بنایا۔ آپ کی اصل توجہ اور سرگرمی دین کو غالب کرنے، دنیا کو دین پر چلانے پر رہی۔ آپ لوگوں کو انسانوں کی غلامی اور دنیا کی تنگیوں سے نکال کر، ایک اللہ کی بندگی کی وسعت و کشادگی میں لائے۔ ائمہ مساجد کا اصل فریضہ یہی ہے اور اسے اولین ترجیح حاصل ہونی چاہیے۔

ائمہ کو چاہیے کہ وہ مساجد کو نور کا مینارہ بنائیں، امامت کی ذمہ داری دے کر اللہ نے ان کو اعلیٰ مقام پر فائز کیا ہے۔ اللہ نے ان کو آزمائش میں ڈالا ہے۔ ان پر

بڑی بھاری ذمے داریاں عائد کی ہیں۔ انہیں اپنی وسعت اور استعداد کے مطابق کام انجام دینا چاہیے۔ اسوہ رسولؐ کی ہدایت، رہنمائی اور روشنی میں اپنی صلاحیتوں کو کام میں لانا چاہیے۔ ائمہ اسوہ رسولؐ کا فہم حاصل کرنے کے لیے سیرت کا خوب مطالعہ کریں، خود بھی عمل کریں، نمازیوں کو بھی آمادہ کریں، اس سے امت میں وہ طافت اور قوت پیدا ہوگی کہ وہ دینا کی قیادت کر سکیں گی۔

خطبہ جمع کی اہمیت

خطبہ جمعہ اسلام کے نظام تعلیم و تربیت میں مرکزی اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز جمعہ کو فرض قرار دیا گیا ہے اور کوئی شخص جماعت سے الگ انفرادی طور پر جمعہ ادا نہیں کر سکتا۔ بستی کا مرکز ہونے کی وجہ سے ہر شخص کا مسجد پہنچنا لازمی قرار دیا گیا ہے اور خطبہ جمعہ کے ذریعے فکری رہنمائی اور تزکیہ و تربیت کا سامان کیا گیا ہے۔ اس طریقے سے ہر ہفتے اس عمل کو دہرایا جاتا ہے۔ لہذا خطبہ جمعہ خصوصی اہمیت اور توجہ چاہتا ہے۔ اگر ائمہ حضرات گزشتہ نکات کی روشنی میں ترجیحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے، ایمان، اخلاق اور تدریج اور عوام کے مسائل کو موضوع بناتے ہوئے خطبہ دیں تو جہاں یہ فریضہ بہ احسن ادا ہو سکے گا، وہیں عوام کی دلچسپی بھی بڑھے گی اور بہ تدریج مسجد بستی کے مرکز کا مقام حاصل کر لے گی۔

البتہ ایک بات کا خصوصی اہتمام کیا جائے کہ ائمہ جو خطبہ دیں، اس میں صرف وہ باتیں بیان کریں، جو تمام علماء کے یہاں مسلمہ ہیں۔ اس سے فکری ہم آہنگی اور ملی یک جہتی پیدا ہوگی اور اختلاف و انتشار کا خاتمہ بھی ہو سکے گا اور مسلمان جسد واحد بنکر امت کا وہ مطلوبہ کردار بھی ادا کر سکیں گے، جو وقت کا تقاضا اور ضرورت ہے۔

مساجد تحفظ دین کے قلعے

یہ مساجد اسلامی قلعے ہیں انھیں مساجد ہی کے ذریعہ مسلمان کا تشخص برقرار ہے قوم کو مربوط کرنے اور ان کو ایک پلیٹ فارم پر لانے میں مساجد کا کردار بڑا اہم ہے مگر یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ائمہ کرام اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور جو اہم ذمہ داریاں ائمہ کرام پر عائد ہوتی ہیں ان کا خاص خیال رکھیں جب تک ائمہ کرام کا قوم کیساتھ رابطہ اور تعلق مضبوط رہیگا اس وقت تک مسلمانوں میں الحاد و بے دینی کی کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی دشمنان اسلام خواہ کتنے نئے نئے طریقے اسلام کی صحیح شکل کو مسخ کرنے کے لئے ایجاد کر لیں مگر ان کی ساری کوشش بیکار ثابت ہوگی اس میں کوئی شک نہیں کہ آج اسلام پر حملے پہلے سے کہیں زیادہ ہو رہے ہیں اور اسلام کی ایک سنت کو بڑے خوبصورت انداز میں مٹانے کیلئے اعدائے دین ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اسلئے مسلمانوں بالخصوص علماء کرام اور ائمہ مساجد کی ذمہ داریاں پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہیں اللہ تعالیٰ تو اپنے دین کی حفاظت فرمائیں گے اگر ہم سے دین کا کام لیا جا رہا ہے تو ہماری خوش نصیبی ہے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

رشتہ داروں کے ساتھ حسن معاشرت

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ
وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبُغْيِ
يُعْظَمُ لِعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

محترمہ صدر معلمات عفت مآب، ماؤں اور بہنو!

اسلام مکمل دین زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں جس کی طرف اسلام ہماری
رہنمائی نہ کرتا ہو، اسلام پوری انسانیت بلکہ پوری مخلوق کیلئے عظیم رحمت ہے جو آیت
کریمہ میں نے پڑھی ہے وہ بڑی ہی جامع ہے اکشم بن صفی نے اس آیت کریمہ کو
سن کر اپنی قوم سے کہا میں دیکھتا ہوں کہ یہ پیغمبر تمام عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کا علم دیتے
ہیں اور کمینہ اخلاق و اعمال سے روکتے ہیں تو تم اس کے ماننے میں جلدی کرو۔
فَكُونُوا فِي هَذَا الْأَمْرِ رُؤَسَاءَ وَلَا تَكُونُوا فِيهِ إِذْنَابًا یعنی تم اس سلسلے میں
سر بنو نہ بنو، حضرت عثمان بن مطعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی آیت کو سن کر میرے

دل میں ایمان راسخ ہوا اور محمد ﷺ کی محبت جاگزیں ہوئی، اس آیت کریمہ میں تین
باتوں کو حکم کیا گیا اور تین باتوں سے منع کیا گیا ہے اسکی تفصیل کرنی کے لئے کافی
وقت درکار ہے اس لئے صرف اسکا معنی بتا دیتی ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ حکم کرتے
ہیں انصاف کرنے احسان کرنے اور رشتہ داروں کے دینے کا اور روکتے ہیں بے
حیائی بری بات اور ظلم سے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیمتی نصیحت

ہمیں صلہ رحم اور اپنے رشتہ داروں اور قرابت داروں سے محبت اور حسن اخلاق
سے پیش آنے کی تلقین کرتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ اے لوگو! کوئی
انسان اپنے طائفے (رشتہ داروں) سے بے نیاز نہیں ہے گرچہ کتنا ہی ثروت مند اور
مالدار ہی کیوں نہ ہو وہ ان ہاتھوں کا محتاج ہے جن سے وہ اسکا دفاع کرتے ہیں
اسکے رشتہ دار حفظ عیب کیلئے اہم افراد ہیں اور اچھی طرح سے اس کی سختیوں کو دور
کر سکتے ہیں اور دشواریوں کے وقت اس پر سب سے زیادہ مہربان ہیں اور خدا جسے
لوگوں کے درمیاں اچھا نام عطا کرے وہ اس ثروت اور مال سے بہتر ہے جو
دوسروں کے لئے میراث میں چھوڑتا ہے۔

خبردار! کوئی اپنے رشتہ داروں سے منہ نہ موڑے جس وقت اسے فقیری اور
پریشانی میں دیکھے اسے چاہیے کہ اس پر احسان کرے اگر مال امساک کیا جائے تو وہ
زیادہ نہیں ہوتا اور خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا جو کوئی اپنے رشتہ داروں سے دستبردار
ہو اس سے بہت سارے ہاتھ دستبردار ہوں گے اور جو کوئی تواضع اور مہربانی سے
پیش آئے انکی ہمیشہ باقی رہنے والی دوستی کو اپنی طرف جاذب کرتا ہے۔ اکرم
عشیرتک فانہم جناحک الذی بہ تطیر واصلک الذی الیہ

تصیر و یدک التی بہا تصول“ اپنے قبیلہ کا احترام کرو کہ یہی تمہارے لئے پرواز کا مرتبہ رکھتے ہیں اور یہی تمہاری اصل ہے جن کی طرف تمہاری بازگشت ہے، اور تمہارے ہاتھ ہیں جن کے ذریعہ حملہ کر سکتے ہو، من ضیع الاقرب اتیح لہ الا بعد“ (حکمت) جسے قریب والے چھوڑ دیتے ہیں اسے دور والے مل جاتے ہیں۔ وصلة الرحم فانها مشرية في المال ومنية في الاجل“ بیشک صلہ رحم مال کو اضافہ اور اجل کو ٹالنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

اخلاقیات کے حسن معاشرت کے باب میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ مہربان اور مل جل کر رہنے کی تاکید کی گئی ہے کیونکہ وہی اسکے رنج و غم میں مددگار ہوتے ہیں اور صلہ رحم کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ انسان میل ملاپ سے ایک اچھا جامعہ اور معاشرے کو تشکیل دے سکے یہ سب اسی لئے ہے تاکہ برائی اور فساد کی روک تھام ہو سکے کیونکہ اپنا بن کے رہنا انسان کو کدورت، حسادت اور بھی بہت سی برائیوں سے پاک رکھتا ہے آج کا معاشرہ بالکل اس سے خالی ہے لوگوں کے پاس اپنے والدین یا بیوی کے ساتھ مل جل کر رہنے کے لئے ٹائم نہیں ہے تو صلہ رحم کے لئے کہاں سے وقت نکال کر لائیں گے تبھی تو اپنے قریب ہوتے ہوئے بھی دور ہو جاتے ہیں اور برائی اور فساد کا امکان زیادہ ہی بڑھتا جاتا ہے ہمیں چاہیے کہ حسن معاشرت کے اس اخلاقی نکتہ پہ خاصی توجہ دی جائے تاکہ آئندہ نسل کو فساد اور برائیوں میں ڈھکیلنے سے روک سکیں۔

حسن سلوک کی سب سے زیادہ حقدار ماں ہے

قرآن و حدیث میں حسن معاشرت کی بڑی تاکید کی گئی ہے خواہ قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے ہر ایک کے ساتھ حسب مراتب حسن سلوک کرنا چاہیے سب سے

قریبی رشتہ دار والدین ہیں اسلئے حسن سلوک کے زیادہ حقدار والدین ہی ہیں اور ان میں بھی ماں کا درجہ باپ سے بڑھا ہوا ہے ایک صحابی دربار نبوی میں تشریف لاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں، پھر دریافت کیا اسکے بعد فرمایا تمہاری ماں، پھر دریافت کیا اس کے بعد فرمایا تمہاری ماں، جب چوتھی مرتبہ دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہارے باپ۔ اس لئے والدین کو کسی صورت میں ناراض نہیں کرنا چاہیے خصوصاً بڑھاپے کے وقت انکی خدمت میں کمی نہیں کرنی چاہیے، اسی طرح دیگر رشتہ داروں کے بھی حقوق ہیں انکو بھی خاص طور پر ادا کرنا چاہیے خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو کوئی یہ چاہے کہ اسکے رزق میں فراخی اور کشادگی ہو اور دنیا میں اسکے آثار قدم تا دیر رہیں یعنی اسکی عمر دراز ہو تو وہ اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

اصلاح و تربیت کی عظیم مثالیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا
مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ
الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ
وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَشِيعِينَ وَالْخَشِيعَاتِ
وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّامِتِينَ وَالصَّامِتَاتِ وَالْحَفِظِينَ
فَرُوجَهُمْ وَالْحَفِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ
مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

محترمہ صدر معلمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! صحابیات جیسی خواتین اور
صحابہ کرام جیسے مردوں کی مثالیں اب رہتی دنیا تک نہیں مل سکتی۔ آنکھیں ایسی مثالیں
دیکھنے کیلئے ترسیں گی، بڑی پاکیزہ ہستیاں تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی صحبت نے ان کو کیا

سے کیا بنا دیا، پوری دنیا کی قیادت و سیادت کے مستحق اور حقدار تھے اور جہاں
جہاں انکے نورانی قدم پڑ گئے وہاں کے لوگوں کی زندگیاں سدھر گئیں جو جوق در جوق
لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور ملکوں کی باگ و ڈوران کے سپرد کر دیا ان مبارک
ہستیوں نے امن و امان اور صلح و آشتی کا وہ ماحول قائم کیا کہ آج بھی تاریخ اسکی شہادت
دیتی ہے اور آچکل کے رہنماؤں اور حکمرانوں کیلئے انکی سیاسی زندگیاں مشعل راہ ہیں
کہ کس طرح انہوں نے اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا ایسے لوگوں پر
فرشتے بھی رشک کرتے تھے بہر حال مجھے اس وقت آپ کے سامنے ایک عظیم خاتون
حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کی اپنے بیٹے کو نصیحت کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔

صحابی رسول عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف سے مقابلہ کر رہے تھے، کہ ان
کے ساتھی آہستہ آہستہ انہیں چھوڑ کر الگ ہونے لگے، بالآخر وہ مجبور ہو کر چند
ساتھیوں کے ہمراہ بیت اللہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ شہادت سے کچھ دیر پہلے اپنی
نایبنا بوڑھی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، سلام عرض کیا، ماں نے اپنے لخت
جگر کے سلام کا محبت بھرے انداز میں جواب دیا اور پوچھا، بیٹا! اس نازک گھڑی
میں میرے پاس کیسے آنا ہوا۔ حجاج تیرے لشکر پر توپ کے گولے اس انداز سے
پھینک رہا ہے کہ اس سے مکے کے درو دیوار لرز رہے ہیں۔ بیٹے نے عرض کیا: امی
جان! آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں۔ پوچھا: بیٹے کس سلسلے میں مشورہ مطلوب
ہے۔ عرض کیا: لوگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا، حتیٰ کہ میرا بیٹا بھی مجھ سے الگ ہو گیا،
اب میرے ساتھ صرف چند ایک ساتھی رہ گئے ہیں اور وہ بھی زیادہ دیر تک میدان
میں ٹھہر نہیں سکیں گے، اس نازک گھڑی میں بنو امیہ کی جانب سے قاصد میرے پاس

آیا اور اس نے یہ پیش کش کی کہ جو کچھ بھی مال و دولت لینا چاہتے ہو لے لو، لیکن ہتھیار پھینک دو اور عبدالملک بن مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لو، امی جان! آپ کی کیا رائے ہے؟ والدہ نے کہا: بیٹے عبداللہ! تم اپنے بارے میں خوب اچھی طرح جانتے ہو، جو جی میں آئے کرو، لیکن میری بات غور سے سنو! اگر تم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہو اور لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے ہو تو اسی طرح صبر سے کام لو جس طرح تمہارے جھنڈے کے نیچے تمہارے ساتھیوں نے صبر و تحمل کا پیکر بن کر جام شہادت نوش کیا ہے۔ اگر تم نے دنیا کو اپنا مقصد بنا لیا تو تم بہت برے انسان ثابت ہو گے اور تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ بیٹے نے عرض کیا: امی جان! آج مجھے لازماً قتل کر دیا جائے گا۔ ماں نے کہا: حجاج بن یوسف کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے یہ کہیں بہتر ہوگا کہ تم جام شہادت نوش کر لو۔ بیٹے نے عرض کیا: امی جان! میں مرنے سے نہیں ڈرتا البتہ مجھے ڈر ہے کہ وہ میری لاش کا حلیہ بگاڑ دیں گے۔ ماں نے کہا: قتل ہو جانے کے بعد بھلا کس چیز کا ڈر باقی رہ جاتا ہے، بکری کے ذبح ہو جانے کے بعد اس کے گوشت کو سلاخوں میں لٹکا کر آگ پہ رکھے جانے سے اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ماں کی یہ جرات مندانہ گفتگو سن کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ فرمایا: امی جان! تم بہت عظیم ہو، تمہاری عظمتوں کو میں سلام کرتا ہوں۔ میں اس نازک گھڑی میں یہی جرات مندانہ اور حوصلہ افزا باتیں سننے آیا تھا، امی جان! جب میں قتل ہو جاؤں تو تم غم نہ کرنا اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا، والدہ نے کہا: مجھے غم اس صورت میں لاحق ہوتا ہے جب تم راہ باطل میں قتل کیے جاتے۔ پھر بیٹے کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو انہیں جسم پر کوئی سخت چیز محسوس ہوئی، پوچھا بیٹے! یہ کیا پہن رکھا ہے؟ بتایا ”زرہ پہن رکھی ہے“۔ فرمایا: بیٹا! جسے شہادت مطلوب ہوتی ہے وہ یہ زرہ نہیں پہننا کرتے۔ بیٹے! اسے اتار دو اور اس کی جگہ کرتا پہن لو تا کہ جب تم

شہید ہو کر گرو تو برہنہ نہ ہو سکو۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فوراً زرہ اتار دی، ایک لمبا کرتا زیب تن کیا اور لڑائی کے لیے چل دیے اور جاتے ہوئے عرض کیا: امی جان! میرے لیے دعا کرنا۔ ماں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ الہی! رات کی تنہائیوں میں کی جانے والی میرے بیٹے کی عبادتوں کو قبول فرما۔ الہی! مدینہ اور مکہ کی تملقاتی دھوپ میں رکھے جانے والے روزوں کو قبول فرما۔ الہی! میرے بیٹے نے اپنے ماں باپ سے جو حسن سلوک کیا اسے شرف قبولیت سے نواز۔ الہی! میں اپنے لخت جگر کو تیرے سپرد کرتی ہوں اور جو تو نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہے اس پر دل و جان سے راضی ہوں۔ الہی مجھے صبر کرنے والوں میں سے بنا۔ اسی دن غروب آفتاب سے پہلے ہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش فرما کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

(مخص، حیات صحابہ کے درخشاں پہلو، ۶۹-۷۱)

حق پر قائم رہنے اور دشمنوں سے لڑنے کا ماں نے بیٹے میں ایسا جذبہ پیدا کیا کہ اعلیٰ کلمۃ اللہ کی خاطر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دشمنوں سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

کیسی مائیں تھیں اس زمانہ کی کہ حق کیلئے اپنے بیٹوں کو قربان کر دینا بہت آسان تھا اس کے لئے اولاد کی تربیت و اصلاح بھی کیا کرتی تھیں، اور اعلیٰ کلمۃ اللہ کی خاطر دشمنوں سے مقابلہ کرنا خود بھی پسند کرتی تھیں اور اولاد کو بھی تیار رکھتی تھیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحت اپنے لخت جگر کو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عمر کے لحاظ سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتوں کے برابر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ انہیں بلاتے، اپنے پاس بیٹھاتے اور ان سے مسائل پوچھتے تھے۔ دورانِ اندیش والد نے لائق فرزند کی ترقی دیکھ کر فخریہ باتیں کرنے کی

بجائے اصلاح و تربیت کے پیش نظر چند نصیحتیں کیں، کہا: ”بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمہیں اپنے قریب رکھتے ہیں، تم میری طرف سے تین باتیں ذہن نشین کر لو۔ (۱) کبھی کوئی راز فاش نہ کرنا (۲) زیادہ مت ہنسنا (۳) کسی کی غیبت نہ کرنا“ (معالم فی طریق طلب العلم ۵۰۱)

نصیحت کی یہ تینوں باتیں بڑی اہم اور تربیت کی راہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں، کیوں کہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے اس کی حیثیت امانت دار کی ہوتی ہے، زیادہ ہنسنے سے انسان کی بات بے وزن ہو جاتی ہے اور اس کا علمی وقار بھی ختم ہو جاتا ہے اور غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے اس لئے دورانِ دلش باپ نے انہیں یہ نصیحت کی۔

غیبت زنا سے بڑھ کر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيَحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ اور تم میں کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے سوا سکونا پسند کریگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلْغَيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزَّوْنَا غَيْبَتِ زَنَا سے بھی بڑھ کر ہے زنا کرنے کے بعد توبہ کر لینے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر غیبت کر نیوالے مرد یا عورت جب تک اس سے معافی نہ مانگ لیں جس کی غیبت کی ہے اس وقت تک معافی نہ ہوگی اور اللہ کے یہاں سخت عذاب میں مبتلا ہونگے الغرض یہ بڑی عظیم مصیبتیں ہیں جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے لخت جگر ترجمان القرآن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتی ہیں اللہ ہم کو بھی ان نصیحتوں پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

دس قسم کے خوش نصیب لوگ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُوْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاَتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِيْهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلِّهٗ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحَدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اٰذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

قیامت قائم ہوگی اور میدان حشر پیا ہوگی اس وقت نفسی نفسی کا عالم ہوگا، ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی لوگ پریشان پریشان پھر رہے ہوں گے، سورج بالکل قریب آجایگا، لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے، کوئی پنڈلی کے بقدر پسینے میں ہوگا، کوئی ناف کے بقدر کوئی گلے کے بقدر کوئی اس سے زیادہ پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا اور مرد و عورت سبھی ننگے ہوں گے اور صرف اللہ کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ جو چند مخصوص بندوں کو ہی نصیب ہوگا۔

ڈگریا حاصل کرنے والے اور خوبصورت بنگلوں میں عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے والے اور رنگ ریلیاں منانے والے اپنے کئے ہوئے پر پچھتائیں گے مگر اس وقت کا پچھتنا بالکل ہی سوومند نہ ہوگا اسلئے آج ہی سے آخرت کی تیاری کریں۔ اللہ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بیٹیوں پر احسان کرنے کا اجر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ
اَلْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ
الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا
كَثِيْرًا وَّنِسَاءً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

سامعین عظام، صدر معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا عنوان ہے ”بیٹیوں پر احسان کرنے کا اجر“ اکثر و بیشتر لوگ لڑکوں پر بڑی فراخ دلی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں مگر بیٹیوں پر خرچ کرنے میں تنگدلی محسوس کرتے ہیں اور بیٹیوں کو وہ مقام نہیں دیتے جو دینا چاہیے جبکہ لڑکیاں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ يَهْبُ لِمَنْ يَشَاءُ اِنَاثًا وَيَهْبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُوْرَ اللّٰهُ تَعَالٰى جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے یہ تو اللہ کی تقسیم ہے اس پر ہر ایک کو راضی رہنا چاہیے جو اللہ اولاد دیتا ہے وہی انکی روزی کا بھی انتظام کریگا جو خدا لڑکیا عطا کر رہا ہے وہی انکی شادی بیاہ اور دیگر

اخراجات کو بھی پورا کریگا اس لئے جس طرح لڑکوں کی پیدائش خوشی کا موقع ہے اسی طرح لڑکیوں کی پیدائش بھی خوشی کا موقع ہے۔

بیٹی رحمت کا خزانہ

جناب محمد رسول اللہ ﷺ دنیا کی واحد ذات ہے جس نے مکمل طور پر ذلت، نحوست، بدشگونی اور عار و شرم کے مقام سے اٹھا کر عورت کو عزت و شرافت کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچایا جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا، مزید پورے عالم میں اعلان کر دیا کہ ”اے بیٹی کی پیدائش پر منہ لٹکانے والے، بھاگے بھاگے پھرنے والے باپ خوش ہو جا کہ تیری بیٹی کا وجود تیرے لئے تنگ عار، ذلت، بدشگونی اور ذلت نہیں ہے بلکہ وہ بیٹی تیرے لئے رحمت ہے رحمت! کبھی زحمت کا گمان بھی نہ کرنا بلکہ ہمیشہ رحمت کا خزانہ سمجھنا، اور سن لو میں بھی چار چار بیٹوں کے باپ ہوں، نیز میری ماں بھی ایک عورت تھی جو کسی کی بیٹی ہی تھیں بیٹی کی پرورش اور دیکھ بھال تجھے بڑی آسانی سے جنت تک پہنچائیگی اور جہنم سے سدسندری کی طرح آڑ بن جائیگی نیز وہ باپ اور میں قیامت کے دن اس طرح ہوں گے جیسے میرے ہاتھ کی دو انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔

ہندوستان میں ایسا کوئی صوبہ نہیں ہے جہاں پر مرد و عورت کا توازن برقرار ہو بلکہ سارے صوبوں میں لڑکیوں کی کمی ہے۔ ۲۰۱۱ء کے عدد شمار خاص طور پر صوبہ کشمیر کی حالت تو بہت ہی سنگین ہے وہاں ہر ایک ہزار مرد پر صرف ۶۶۶ عورت کا تناسب ہے، جو خطرہ کی نشان سے بہت زیادہ آگے ہے۔ خیر ان تمام حالتوں کو دیکھ کر ایم پی سرکار نے ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۱ء سے ”بیٹی بچاؤ ابھیان“ چلایا ہے لیکن ”فیملی پلاننگ ابھیان“ کے

ساتھ ساتھ یہ ”بیٹی بچاؤ ابھیان“ کتنا کامیاب ہوگا یہ تو وقت ہی بتائے گا میں تو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ”بیٹی بچاؤ تحریک“ تو ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے سے ہی چلا رکھی ہے! آئیے دیکھتے ہیں حدیث پاک بیٹی کے سلسلے میں کیا کہتی ہیں۔

جو شخص بیٹیوں میں مبتلا ہو جائے اور پھر وہ ان پر صبر کرے تو وہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ کی آگ کے آگے حجاب ہوں گی (ترمذی)

جو شخص ان بیٹیوں میں مبتلا کر دیا گیا اور پھر ان پر صبر کیا اس کے لئے دوزخ کی آگ سے وہ سترہ (پردہ) ہوں گی۔ (ترمذی)

جس کے ہاں بچی ہو اس نے بچی کو زندہ درگور نہ کیا اس کی توہین نہ کی اور اپنے لڑکوں کو اس پر ترجیح نہ دی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کریں گے۔ (ابوداؤد)

ماں کی ممتا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک بیچاری مسکین عورت اپنی دو بچیوں کو گود میں لئے ہوئے آئی اور سوال کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسکو تین کھجوریں دیں اس عورت نے ایک ایک کھجور دونوں بچیوں کو دی اور ایک کھجور تو دکھانے کیلئے منہ میں رکھنے لگی تو بچیوں نے اس تیسرے کھجور کو بھی مانگا تو اس نے خود نہیں کھائی بلکہ اس کھجور کو بھی آدھی آدھی کر کے دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کے اس طرز عمل سے بہت متاثر ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ سے اسکا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس عورت کو اسی عمل کی وجہ سے جنت کا اور دوزخ سے رہائی کا فیصلہ فرمادیا، کتنی بڑی بات ہے کہ لڑکیوں کی پرورش کرنے پر جنت ملتی ہے۔

صحابہ کے مزاج

آپ ﷺ کی تعلیم ہی کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ٹرکیوں کی پرورش اور کفالت کیلئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بچی جو اس وقت تک مکہ ہی میں تھی اور بہت چھوٹی تھی اس نے آپ ﷺ کے قافلہ کے ساتھ جانا چاہی تو اس کی پرورش کیلئے تین جلیل القدر صحابی آگے بڑھتے ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس بچی کی کفالت کرونگا کیونکہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس بچی کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بچی کی کفالت کرونگا، کیونکہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہے فرمایا کہ میں اس بچی کی پرورش کرونگا، کیونکہ میرے بھائی کی لڑکی ہے (رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد مواخات کر دیا تھا، یعنی ایک دوسرے کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا تھا حقیقی بھائی مراد نہیں ہے) نبی کریم ﷺ نے زیدہ علی رضی اللہ عنہا کو راضی کر لیا اور فرمایا کہ الخالۃ بمنزلہ الام خالہ کا درجہ ماں کا درجہ ہوتا ہے اس لئے بچی جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے گی یہ صرف آپ ﷺ کی تعلیم کی برکت تھی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
آج بھی ضرورت ہے کہ لڑکیوں کی طرف توجہ دی جائے اور لڑکوں کو لڑکیوں پر
ہرگز ترجیح نہ دیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

جہیز مسلم سماج کے لئے داغ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ
الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا رَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا
كَثِيْرًا وَّنِسَاءً وَاَتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُوْنَ بِهِ وَاَلْرٰحِمَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

صدر معلمہ، میری مشفق و مہربان معلمات! میری تقریر کا عنوان ہے ”جہیز مسلم سماج کیلئے داغ ہے“ جب ہم صحابیات کی سیرتوں کو دیکھتے ہیں اور ان کے معاشرے و کلچر کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کیسی سادی ہے ان کے معاملات کتنے صاف ستھرے تھے وہ تکلفات سے بالکل بری تھے باتوں کے پکے اور وعدوں کے سچے بھی جو کہتے تھے اس کو برت کر اور عمل کر کے دیکھا جاتے تھے یہ اوصاف حمیدہ ان کو حبیب خدا ﷺ کی اتباع و پیروی کے صدقہ طفیل ان کو ملے تھے آپ ﷺ کی ایک ایک سنت پر مر مٹنے کا جذبہ صادق ان کے اندر موجود تھا ہمیشہ

تاک میں رہتے تھے کہ آپ ﷺ کوئی بات ارشاد فرمائیں اور ہم عمل کرنے کیلئے دوڑیں، معاشرے اور سماج و کلچر کی ایسی اصلاح فرمادی کہ رہتی دنیا تک کے لوگوں کیلئے نمونہ اور مثال ہے صحابہ کرام کے دور میں شادیوں میں جہیز کے لین دین کا کوئی تصور ہی نہ تھا جیسا ہمارے اس دور میں جہیز ایک ناسور اور مسلم معاشرے کیلئے بدنما داغ بن گیا ہے جو درحقیقت ہندوؤں کی طرف سے در آیا ہے اور قوم مسلم میں بڑی تیزی کیساتھ کے جڑ پکڑ گیا ہے جسکی وجہ سے سینکڑوں برائیاں جنم لے رہی ہیں۔

جہیز بھی ایک کرپشن ہے

کہنے کو تو یہ بے حد ترقی یافتہ دور ہے اور سبھی کو آزادی بھی حاصل ہے، سوچنے کی آزادی، شادی بیاہ کی آزادی، جہیز کی آزادی، جہاں اس پر کشش عنوان پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور لکھا جا رہا ہے، قلم تھک گئے زبانیں تھک گئیں، نہ تھکے تو لینے والوں کے ہاتھ۔ ہمارے سماج میں جہیز کا معاملہ یا جہیز کا مسئلہ صدیوں سے ہے، شاید ہی کسی اور سماجی موضوع پر اتنی توجہ دی گئی ہو جتنی اس مسئلے پر دی گئی ہے باوجود اس کے ہمارے سماج کے لئے یہ ایک گہرا داغ ہے۔ لڑکے کے والدین اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں لیکن ایک سروے کے مطابق عورتیں اس معاملے میں مردوں سے بھی سبقت لے جاتی ہیں۔ پڑھی لکھی روشن دماغ لڑکیاں بھی اپنے ماں باپ کو جہیز کے لئے اصرار کرتی ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جن لڑکیوں کو زیادہ جہیز، دولھے کو رقم اور ان کے رشتہ داروں کو تحفے تحائف ملے انہیں کی زندگی عذاب بن گئی۔ والدین عام طور پر اپنی بیٹیوں کو ظلم کی انتہا کے باوجود سسرال ہی میں رہنے پر مجبور کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بیٹی کے لئے جو کر سکتے تھے کیا، جہیز بھی دیا۔ اب اگر بیٹی واپس آ جاتی ہے تو ان کی سرمایہ کاری بے کار ہو جائے گی۔ دوسری طرف جب

سسرال والوں کو اس بات کی بھنک پڑتی ہے کہ والدین بیٹی کو واپس لینا نہیں چاہتے تو اس کو طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں بس یہیں سے ایک دردناک داستان شروع ہو جاتی ہے۔

بنگلور، حیدرآباد، کیرالہ اور کئی مقامات میں لڑکے کو باقاعدہ خرید لیا جاتا ہے۔ اتنی طمطراق سے شادیاں کی جاتی ہیں کہ اوسط درجہ کا انسان چونک جائے۔ گویا آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی لڑکیاں ماں باپ کے لئے بوجھ ہی نہیں نازک مسئلہ بنی ہوئی ہیں۔ جہیز کی لالچ اور ہوس نے کئی معصوم لڑکیوں کو موت کی وادی میں دھکیل دیا ہے۔ انا ہزارے نے کرپشن کے مسئلے کو اٹھایا ہے، لوک پال بل کے لئے صدائیں بلند کر رہے ہیں، ہزاروں ہندوستانی ان کے شانہ بشانہ چل رہے ہیں لیکن کسی میں بھی یہ جرات یا ہمت نہیں ہے کہ اس بل میں جہیز کو بھی شامل کرنے کی آواز اٹھائے کیونکہ یہ بھی کرپشن ہے۔ جس نے کئی معصوم دوشیزاؤں کو ابدی نیند سلا دیا ہے۔ کسی دانشور نے کیا خوب کہا ہے کہ اگر ملک میں ایسے بل بھی پاس کر دئے جائیں کہ جہیز لینے اور دینے والے کو کڑی سے کڑی سزا ملے گی پھر بھی اندرونی طور پر یہ لین دین تا قیامت چلتا رہے گا کیونکہ جہیز کے کاروباریوں کی سوچ کو بدلنا نہایت مشکل کام ہے۔ حیدرآباد میں جہیز کے نام پر صرف ایک چابی دے دی جاتی ہے، آپ چونک گئے کہ یہ تو کوئی جہیز نہ ہوا۔ ملاحظہ ہو کہ ایک طویل اور عریض بنگلہ کو بہترین فرش ایمپورٹڈ قالین، صوفہ سیٹ (اعلیٰ ماڈل) خوبصورت کار، کئی کلو سونا، کراکری ڈنر سیٹ وغیرہ وغیرہ سے سجا کر بنگلہ کی چابی داماد کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہے احساس کمتری اور برتری کی جنگ شروع ہو جاتی ہے جبکہ شادی نہایت اہم اخلاقی اور روحانی ضرورت ہے۔ شادی حسین و خوبصورت زندگی کا آغاز ہے۔ شادی دو انسانوں کو ہی نہیں دو خاندانوں کو جوڑتی ہے۔ ہمارے سماج میں ہزاروں

مسائل ہیں جن میں سے ایک جہیز بھی ہے جس کے متعلق ہر شخص لعنت و ملامت کے جذبات کا اظہار کرتا ہے، نفرت و بیزاری کا دکھاوا کرتا ہے۔ جب اپنی بیٹی کا مسئلہ درپیش ہو تو اپنے آپ کو ولی صفت، فرشتہ صفت، خدا پرست بنا کر پیش کرتا ہے لیکن جب اسی انسان کے بیٹے کی شادی کا معاملہ آتا ہے تو اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کو بالائے طاق رکھ کر فہرستیں تیار کرتا ہے اور غریب ماں باپ کے خون پسینہ کی کمائی پر رال ٹپکانے لگتا ہے۔

خیر القرون کی شادیاں

کوئی بھی ماں باپ اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت اپنی حیثیت سے زیادہ دینے کی کوشش کرتا ہے ہر ایک ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیٹی سکون و آرام کی زندگی بسر کرے اس کے لئے جتنی ضروریات کی اشیاء ہو سکتی ہیں حتی المقدور پورا کرنیکی کوشش کرتے ہیں جبکہ یہ سب ذمہ داری بھی شوہر ہی پر ہوتی ہے نہ کہ لڑکی کے والدین پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بطور جہیز کے ایک پلو دار چادر ایک مشکیزہ اور تکیہ دیا جس میں ازخر نامی گھاس بھری ہوئی تھی اس حدیث کے اندر جو جہیز کا لفظ استعمال کیا گیا وہ اصطلاحی جہیز نہیں ہے جس معنی میں ہمارے معاشرے میں استعمال ہے بلکہ جہیز ضروری سامان کے معنی میں ہے اس لئے کہ دور نبوت اور بعد کے خیر القرون کے زمانہ میں جہیز کے لین دین کا بالکل تصور ہی نہ تھا، ایک جلیل القدر صحابی حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جو ان خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں جن کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت و خوشخبری دے دی گئی۔ حدیث شریف میں ان کی شادی کا ایک واقعہ ملتا ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ تشریف لے گئے اور ان کے جسم یا

کپڑے پر زردی کا اثر تھا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کیسی زردی تو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ میں ایک عورت سے کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر نکاح کیا ہے یعنی اتنا مہر طے ہوا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **أُولِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ** ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ذبح کر ڈالو۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اتنے بڑے صحابی جب شادی کرتے ہیں تو حضور ﷺ کو شرکت کرنے کی زحمت بھی نہیں دیتے ہیں اور اطلاع کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتے جبکہ یہ خود بہت بڑے مالدار تھے مگر فضولیات میں ایک پیسہ خرچ کر نیوالے نہیں تھے بلکہ اللہ کے راستہ میں اور ضرورت کے موقعوں پر خرچ کیا کرتے تھے آج بھی صحابہ کرام کی سیرتوں کو اپنانے اور اس پر عمل کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

بڑوں کا ادب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیسے کیا؟

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا
مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَالْأَجْهَرُوا لَهُ
بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

مشفق و مہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع
ہے ”بڑوں کا ادب صحابہؓ نے کی سے کیا؟“ اسی عنوان سے چند باتیں آپ کے
سامنے عرض کرنی ہیں۔ ادب کی وجہ سے آدمی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور جو بڑوں کا
ادب و احترام کرتا ہے لوگ اس کا بھی ادب و احترام کرتے ہیں اور اپنے بڑوں
کا ادب نہیں کرتا تو اس کا بھی لوگ ادب نہیں کرتے۔ بے ادب محروم گشت از فضل

رب بے ادب فضل خداوند سے محروم رہتا ہے۔ وہی طالب علم کامیاب ہوتے
ہیں جو اپنے اساتذہ کا احترام کرتے ہیں ان کی خدمت کرتے ہیں خواہ وہ کندز بہن
ہی کیوں نہ ہوں مگر اساتذہ کی خدمت اور دعاؤں کی وجہ سے وہی بچے کامیاب ہوتے
ہیں اور آگے چل کر دین کی عظیم خدمات انجام دیتے ہیں اپنے سے بڑے جو بھی
ہوں ان کی خدمت اور ادب و احترام ضرور کریں، خواہ وہ زندہ ہوں یا وفات پا چکے
ہیں خصوصاً ہمارے اکابر و اسلاف جنہوں نے ہم تک دین صحیح سالم پہنچایا انکا احترام
یہی ہے کہ کبھی ان کو برا بھلا نہ کہیں اسی سے آخرت برباد ہو جائے گی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بزرگوں کا ادب و احترام کر کے ہمارے لئے عملی نمونہ اور
مثال پیش فرمادی۔

ہر موقع پر بڑوں کا خیال کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شرم آتی ہے اس بات سے
کہ اپنے بندے اور بندگی کو جب کہ وہ اسلام میں بوڑھے ہوں، عذاب دیں
(کنز العمال) عمر دراز کی عظمت و بڑائی کا تقاضا ہے کہ چھوٹا سلام کرنے میں پہل
کرے اور بعض روایتوں میں بڑوں کے ادب و احترام کیلئے کھڑے ہونے اور ہاتھ
چومنے کی بابت معلوم ہوتا ہے اور امت کے دیندار و مہذب طبقہ میں اس کا معمول
پایا جاتا ہے جب دسترخوان پر ہر عمر کے لوگ جمع ہوں تو کھانا شروع کرنے کے
لیے عمر میں سب سے بڑے سے درخواست کی جائے، نوجوانوں کو کھانا شروع
کرنے میں عمر رسیدہ لوگوں کے شروع کرنے کا انتظار کرنا چاہیے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جب ہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کسی کھانے میں شریک ہوتے تو اس وقت برتن میں ہاتھ نہیں

ڈالتے جب تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنا دست مبارک برتن میں نہ ڈالیں۔ (صحیح مسلم)

اسی طرح ادب یہ ہے کہ کھانے سے فراغت کے بعد عمر دراز کو سب سے پہلے ہاتھ دھونے کا موقع دیا جائے یا ان کا ہاتھ دھلایا جائے۔ اسی طرح اپنے ہر اجتماعی کام میں اپنے بڑوں کو شریک کرے، ان سے مشورہ کرے، ان کی رائے پر عمل کرنے سے کامیابی ملتی ہے اور کام پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے اور اس کام میں برکت ہوتی ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، ”الْبِرْكَةُ مِنْ أَكْبَرِنَا فَمَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَجْلُ كَبِيرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا“ (رواہ الطبرانی) برکت اکابر کے ساتھ ہے جو چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”الْخَيْرُ مَعَ أَكْبَرِنَا“ یعنی خیر اکابر کے ساتھ ہے۔ (مجمع الزوائد) کئی افراد جمع ہوں اور ان کے سامنے کوئی چیز پیش کی جائے اور بڑوں کی عزت و مرتبہ کا خیال رکھا جائے۔ مسلم شریف میں ہے ”عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَرَانِي فِي الْمَنَامِ أَتَسْوَأُ بِسَوَاكٍ وَجَاءَ نِي رَجُلَانِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرَ فَنَاوَلْتُ السَّوَاكَ الْأَصْغَرَ فَفَقِيلَ لِي: كَبِيرٌ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْكَبِيرِ مِنْهُمَا“ (صحیح مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ مسواک کر رہا ہوں، میرے پاس دو آدمی آئے، ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا، تو میں نے چھوٹے کو مسواک پیش کیا تو مجھ سے کہا گیا، بڑے کو دیجئے، لہذا میں نے وہ مسواک ان دونوں میں سے جو بڑا تھا اس کے حوالے کر دی۔

حضرت محمد ﷺ بچوں سے شفقت و محبت اور رحم و کرم کا معاملہ فرماتے تھے۔ ان کے نقش قدم پر صحابہ کرام بھی بچوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے تھے۔ بچے بھی اپنے بڑوں کا ادب و احترام کرنے میں اپنی سعادت و نیک بختی سمجھتے کیونکہ ان کی

ترتیب ایسی ہی کی گئی تھی۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام کے مجمع میں حضور اکرم ﷺ نے سوال کیا کہ وہ کون سا درخت ہے جس کی تمام چیزیں کارآمد ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اس کا جواب معلوم تھا، لیکن معمر صحابہ کرام کی موجودگی میں جواب دینا ادب کے خلاف سمجھا۔ ”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ مِثْلَهَا مِثْلُ الْمُسْلِمِ تُوتِي أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا لَا تَحْتِ وَرَقُهَا فَوْقَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَثُمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا لَمْ يَتَكَلَّمَا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ هِيَ النَّخْلَةُ، فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ أَبِي قُلْتُ يَا أَبِي وَقَعَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةَ قَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولِهَا؟ لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا كَانَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ مَا مَنَعَنِي إِلَّا لَمْ أَرَكَ وَلَا أَبَا بَكْرٍ تَكَلَّمْتُمَا فَكَرِهْتُ“ (الادب المفرد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا۔ آپ لوگ ایسے درخت کے بارے میں بتائیے جس کی مثال مسلمان کی طرح ہے، اللہ کے حکم سے ہر موسم میں اس کا پھل آتا ہے، اس کے پتے نہیں گرتے، راوی کہتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، میں نے جواب دینا ناپسند کیا اس لیے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب میں اپنے والد کے ساتھ نکلا تو میں نے کہا اے میرے والد! میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس بات نے تم کو جواب دینے سے روک دیا؟ اگر تم جواب دیتے تو مجھے بیحد خوشی ہوتی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے لیے کوئی رکاوٹ نہیں تھی، بس اتنا کہ آپ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما نے جواب نہیں دیا تو میں نے جواب دینا ناپسند کیا۔

بڑوں کی مجلس میں ادب سے بیٹھیں

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ اگر ہم بڑوں کی مجلسوں میں بیٹھے ہوں تو زیادہ لب کشائی نہ کریں بلکہ ان کی نصیحتوں سے مستفید ہونے کی کوشش کریں اور جو بات وہ بیان کر رہے ہیں اگر ہم کو وہ معلوم ہو تو ایسی حالت نہ بنائیں کہ جس سے ان کو معلوم ہو کہ ہم وہ بات جانتے ہیں بلکہ کوئی بھی بات بیان کریں ہم اسکو غور سے سنیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ صحابہ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کا جس طرح ادب و احترام کیا اس کی کوئی نظیر اور مثال نہیں مل سکتی۔ دربار نبوی میں جب صحابہ کرام تشریف لے جاتے تو بڑے باادب ہو کر بیٹھتے۔ آپ ﷺ کوئی بات ارشاد فرماتے تھے تو ہر ایک عمل کرنے کیلئے دوڑ پڑتا اور وہی لوگ ترقی کرتے ہیں جو بڑوں کا ادب کرتے ہیں، اسی طالب علم کے علوم سے قوم مستفید ہوتی ہے جو بڑوں کا ادب اور ان کی خدمت کرتا ہو۔ اللہ ہمارے دلوں میں بڑوں کا ادب و احترام پیدا کرے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

جنت کی نورانیت کہاں ملتی ہے؟

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا أَمَا يَلْعَنَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا . وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ .

صدر معلمہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے جنت کی نورانیت کہاں ملتی ہے اسی تعلق سے قرآن و حدیث کی روشنی میں چند باتیں پیش کرنا چاہتی ہوں، ماں اور باپ اولاد کی پیدائش کا سبب ظاہری ہیں اور ماں کا اہم کردار ہوتا ہے بمقابلہ باپ کے اس لیے ماں کی خدمت

اور اطاعت کا بھی بکثرت تذکرہ آیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مرد پر سب سے زیادہ حق اسکی ماں کا ہے، اولاد کے تئیں ماں کے دل میں جذبہ محبت اور پرورش کے مشکل مراحل کو دیکھتے ہوئے جتنے بھی حقوق ماں کے بیان کئے جائیں وہ سب قرین قیاس ہے یقیناً ماں کے وہی حقوق ہونے چاہیے جو شریعت نے بیان کئے، ماں کی اطاعت و فرما برداری اولاد کیلئے لازم و ضروری قرار دی گئی اور جنت کی خوشخبری دی گئی۔

منفکر اسلام حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ اگر خوش قسمتی سے ہنوز زندہ ہیں اور آپ کو ان کی خدمت کا موقع مل رہا ہے تو آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ کا برتاؤ ان کے ساتھ کیا ہونا چاہیے؟ آپ اپنے روز مرہ کے چوبیس گھنٹوں میں کتنے گھنٹے نہ سہی، کتنے منٹ ان کی خدمت میں صرف کرتے ہیں؟ آپ اپنی زندگی کے کتنے مشاغل میں ان سے اجازت لینا ضروری خیال فرماتے ہیں؟ آپ کو جو دلچسپی اپنی بیوی، بچوں، دوست و احباب سے ملنے میں ہوتی ہے، اتنی نہ سہی اس کا کوئی حصہ بھی بوڑھی ماں کی سوا کرنے میں ہوتی ہے؟ ان کے حکم کی تعمیل میں آپ نے کتنی مرتبہ اپنے جذبات اپنی خواہشوں، اپنے ارادوں کو قربان کیا ہے؟ انہوں نے آپ کے بچپن میں آپ کی بے شمار ضدیں پوری کی تھیں، آج ان کے بڑھاپے میں آپ ان کی ضدیں، ہزاروں نہیں سینکڑوں نہیں، بیسیوں نہیں، اکائیوں ہی کی تعداد میں پوری کر رہے ہیں؟ جس درسگاہ میں آپ نے تعلیم پائی ہے، کبھی آپ اسے اپنی ماں بتاتے ہیں؟ جس سرزمین پر آپ پیدا ہوئے، کبھی آپ اسے مادر وطن کے لقب سے یاد کرتے ہیں؟ جس دنیا میں آپ نے آنکھیں کھولی ہیں کبھی آپ سے مادر گیتی کا خطاب عطا فرماتے ہیں، اور ان سب کے حقوق بھی آپ اپنے ذمہ تسلیم فرماتے ہیں؟ پر یہ کیا غضب ہے کہ ان

تمام فرضی اور مصنوعی ماؤں کی خدمت گزاری میں پڑ کر آپ اپنی اصلی اور حقیقی ماں کو بھولے رہتے ہیں اور اس سچی، خالص، بے آمیز، بے مقدار محبت کا جو آپ کے وجود میں لانے کا باعث ہوئی ہے، کوئی حق تسلیم نہیں فرماتے! کل جب آپ کچھ نہ تھے اور وہ سب کچھ تھیں، اپنا جسم گھلا گھلا کر، اپنا خون پلا پلا کر آپ کو کچھ سے کچھ بنا دیا۔ آج آپ اپنے دور کے عزیزوں، دوستوں بلکہ اجنبیوں اور بیگانوں تک کی پرواہ کرتے ہیں، لیکن ایک نہیں پرواہ کرتے تو اسی ممتا کی ماری کی، اسی محبت کی دیوانی کی اہمیت اور قربانی کو نظر انداز کرنے لگے۔

مانا کہ آپ ایک اچھے شاعر ہیں، مانا کہ آپ ایک پرزور مقرر ہیں، مانا کہ آپ ایک اعلیٰ مصنف و صاحب قلم ہیں، مانا کہ آپ کو نسل کے ممبر ہیں، مانا کہ ایک مقتدر عہدیدار ہیں، مانا کہ آپ کی علمی قابلیت کی شہرت سارے ملک میں ہے، مانا کہ عزت، شہرت و دولت کے لحاظ سے آپ وہ سب کچھ ہو گئے جو ہونا چاہتے تھے لیکن جھوٹے موتیوں کی یہ ساری جگمگاہٹ آپ کے باطن کو پر نور نہیں بنا سکتی، جنت کی نورانیت کی اگر تلاش ہے، اس نور کی اگر جستجو ہے، جس پر خود ملائکہ بھی رشک کریں، تو وہ ماں اور صرف ماں ہی کے قدموں کے نیچے ہے اور جنت کا سیدھا راستہ ماں ہی کے قدموں کے نیچے ہو کر ہے۔ (منقول از ص ۱۴، اکتوبر ۱۹۶۶ء)

والدین کے حقوق

میں نے قرآن کریم کی جو آیت آپ کے سامنے پڑھی ہے یہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت ہے اس میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا تذکرہ کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اور تمہارے پروردگار نے حکم دیا کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے ایک یا دونوں

بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کو ف بھی مت کہو اور ان کو جھڑکومت اور ان سے نرم بات کہو اور ان کیلئے رحمت سے عاجزی کا بازو جھکا دو اور کہو کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جیسے ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔ قرآن و احادیث میں بیشتر مقامات پر جہاں عبادت خداوندی کا تذکرہ کیا گیا وہیں والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کا تاکید حکم بھی دیا گیا ہے۔ صرف امت محمدیہ ہی کی لئے یہ حکم نہیں ہوا بلکہ گذشتہ امتوں میں بھی یہ حکم دیا گیا سلسلہ بنی اسرائیل کے آخری نبی سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی قرآن نے اعلان کیا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اللہ نے کتاب عنایت کی اور مجھے نبی بنایا اور مجھے بابرکت بنایا میں جہاں کہیں بھی اور مجھے تاکید حکم دیا نماز اور زکوٰۃ کا جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کا فرمانبردار بنایا اور مجھے نافرمان اور سرکش نہیں بنایا۔

ماں کے حقوق باپ سے زیادہ

سورہ احقاف میں خصوصیت کیساتھ ماں کی ان تکالیف کا تذکرہ کیا گیا جو اولاد کیلئے برداشت کرنی پڑتی ہے اور اس میں کوئی دوسرا سہیم و شریک نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کر نیک حکم دیا، اسکی ماں نے اسکو پیٹ میں رکھا، مشقت برداشت کر کے اور اسکو جنما، مشقت برداشت کر کے اور اسکا پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھڑانا چھ مہینے میں۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ایک صحابی نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میری حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ماں، صحابی نے دوسری مرتبہ سوال کیا۔ حضور ﷺ نے وہی جواب دیا کہ تمہاری ماں، صحابی تیسری دفعہ سوال کیا۔ نبی

کریم ﷺ نے جواب دیا تمہاری ماں، جب چوتھی مرتبہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے جواب دیا تمہارے باپ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق زیادہ ہے، خدمت کی زیادہ حقدار ماں ہے اس لئے کہ عورت ذات بہر حال کمزور ہوتی ہے اور ادب و احترام میں باپ کا حق بڑھا ہوا ہے۔ اولاد کو کبھی بھی والدین کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے، ہر وقت ان کی خوشنودی کی فکر ہونی چاہیے، والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور دنیا ہی میں اس کا وبال انسان کے سر آتا ہے اور جو والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے، وہ دنیا ہی میں اس کا مزہ چکھتا ہے۔ اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے، خوشحال زندگی بسر کرتا ہے، اور مرنے کے بعد بھی راحت و آرام اس کا مقدر ہوگی۔ اسلئے ہم بھی والدین کی اطاعت و فرمانبرداری میں کوتاہی نہ کریں۔ اللہ ہم سب کو والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



بیٹیوں کے حقوق ادا کرنے والا جنتی ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ. فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنْ آتَانَا
وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات! آج کی اس بابرکت محفل میں
مجھے بیٹیوں کے حقوق کی ادائیگی کے فضائل عرض کرنے ہیں۔ سارے مسلمان بلکہ
غیروں کا بھی عقیدہ ایمان ہے کہ لڑکا لڑکی عطا کرنا یا دونوں سے کسی کو محروم کر دینا، یا
صرف لڑکا دینا، یا صرف لڑکی دینا، یہ سب اللہ کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہے، انسان کے
بس کی چیز نہیں، ہماری بہت سی مسلم مائیں اور بہنیں جن کو اولاد نہیں ہوتی غیروں کے
پاس جاتی ہیں اور کفریہ شریکیت کہتی ہیں۔ درگا ہوں اور مزاروں پر جا کر مردوں
سے اولاد کی فرمائش کرتی ہیں کیا یہ مجبور بندے اولاد دے سکتے ہیں۔ اللہ رب
العزت نے خود فرما دیا کہ وہی جس کو چاہے لڑکا دیتا ہے، جس کو چاہے لڑکی دیتا ہے،
اور کسی کو لڑکا اور لڑکی دونوں دیتا ہے اور جس کو چاہے بانجھ رکھتا ہے اس لئے ہم کو اللہ

کی تقسیم پر راضی رہنا چاہیے اور جس طرح بیٹیوں کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں
اسی طرح بیٹیوں کی پیدائش پر بھی ہم کو خوش ہونا چاہیے یہ تو زمانہ جاہلیت میں تھا کہ
لڑکیوں کی پیدائش کو لوگ منحوس تصور کرتے تھے اور پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا
کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اس نے سخت پابندی لگا دی اور لڑکیوں کی پیدائش کو
رحمت و برکت قرار دیا اور ان کی پرورش پر جنت کی بشارت سنائی اور جس طرح لڑکوں
کیلئے حقوق دیئے اسی طرح لڑکیوں کو بھی حقوق عطا کئے اور ان کو احساس کمتری سے
نکال کر عزت و سربلندی کی زندگی عطا کی اور ان کے حقوق کی ادائیگی پر جنت کی
بشارت و خوشخبری دی تاکہ لوگ لڑکیوں کی پیدائش کو رحمت و برکت سمجھیں اور جو
حقوق شریعت نے لڑکیوں کو دیئے ہیں وہ حقوق بھی ان کو دیا جائے مگر آج کا دور جسے
ترقی کا دور کہا جاتا ہے لڑکیوں کی پیدائش اور حقوق کی ادائیگی میں ایسی دلچسپی
نہیں رکھتے حتیٰ کہ لڑکوں کی پیدائش پر اور ان کے اوپر خرچ کرنے میں دلچسپی رکھتے
ہیں اور لڑکیوں کے حقوق کی عدم ادائیگی ایک عام بات ہو گئی ہے۔

بیٹیوں کے حقوق کی ادائیگی کر نیو والا جنت میں داخل ہوگا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مَنْ
كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ أَخَوَاتٍ أَوْ بَنَاتٍ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ
وَاتَّقَى اللَّهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ“۔ (الترمذی، ۱۹۱۲، کتاب النکاح وما يتعلق بہ)۔ ”جس کی تین بہنیں
یا تین بیٹیاں ہوں یا دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان
کے حقوق ادا کرنے میں اللہ سے ڈرتا رہے تو اس کیلئے جنت ہے۔“

سنن ابی داؤد میں یہ روایت ہے۔ ”مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَأَدَّبَهُنَّ
وَزَوَّجَهُنَّ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ“ (ابی داؤد، ۵۱۲۸، صحیح الترغیب) جس نے تین

بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں ادب سکھایا، ان کی شادیاں کیں ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اس کیلئے جنت ہے۔“

بیٹیوں کی اچھی پرورش جنت میں داخلہ کا سبب ہوگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما من رجل تدرک له ابنتان فیحسن الیہما ما صحبتا وصحبہما الا ادخلتاه الجنة.

(صحیح ابن ماجہ ۳۶۸، باب البر والاحسان الی البنات، صحیح الترغیب والترہیب ۱۹۷۱، ابن حبان ۲۹۳۳، مستدرک حاکم ۱۷۸/۳)

”جس آدمی کی دو بیٹیاں ہوں اور جب تک وہ اس کے ساتھ رہیں یا جب تک وہ ان کے ساتھ رہے ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا رہے تو وہ دونوں اسے جنت میں داخل کرادیں گی۔“

حضرت عوف بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما من مسلم یکون له ثلاث بنات فیتفق علیہن حتی ین او یمتن الا کن له حجابا من النار، فقالت له امرأۃ ابنتان“ (صحیح الترغیب والترہیب ۱۹۸۶، کتاب النکاح وما یتعلق بہ)

جس کسی مسلمان کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر خرچ کرتا رہے حتی کہ وہ (شادی وغیرہ کی وجہ سے) جدا ہو جائیں یا فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کے لئے رکاوٹ ہوں گی۔ ایک عورت نے عرض کیا، کیا دو بیٹیوں کی وجہ سے بھی یہی فضیلت حاصل ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو بیٹیوں پر بھی یہی فضیلت حاصل ہوگی۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من کن له ثلاث بنات یؤویہن ویرحمہن ویکفلہن وجبت له الجنة البتة“

قال وان كانت اثنتین قال قیل یا رسول اللہ فان كانت اثنتین قال فرای بعض القوم ان لو قالوا له واحده لقال واحده“ (صحیح الترغیب والترہیب ۱۹۷۵، ابن حبان ۳۰۳۶)

قال وان كانت اثنتین قال قیل یا رسول اللہ فان كانت اثنتین قال فرای بعض القوم ان لو قالوا له واحده لقال واحده“ (صحیح الترغیب والترہیب ۱۹۷۵، ابن حبان ۳۰۳۶)

جس کی تین بیٹیاں ہوں، وہ انہیں اپنے پاس رکھے، ان کے ساتھ رحمت وشفقت سے پیش آتا رہے اور ان کی کفالت کرتا رہے تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دریافت کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر دو بیٹیاں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ بھی ہوں۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں بعض نے دیکھا کہ اگر وہ آپ ﷺ سے ایک بیٹی پر بھی اس فضیلت کا کہتے تو آپ ﷺ ایک کے لئے بھی کہہ دیتے۔

دو بیٹیوں یا بہنوں پر بھی حسب کفایت خرچ

جہنم سے بچاؤ کا سبب ہوگا

حضرت مطلب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: اے بیٹے! کیا میں تمہیں وہ بات بیان نہ کر دوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، میں نے کہا ضرور اے میری ماں! تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ”من انفق علی البنتین او الاختین او ذواتی قرابة یحتسب النفقة علیہما حتی یغنیہما اللہ من فضلہ عز وجل او یکفیہما کانتا له ستر من النار“۔ (صحیح الترغیب والترہیب ۱۹۷۳، ابن حبان ۲۹۳۶، طبرانی)

جس نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دورشتہ دار عورتوں پر خرچ کیا اور ان دونوں پر خرچ سے اجر و ثواب کی نیت رکھی، حتی کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنے فضل سے غنی کر دے یا کافی ہو جائے تو وہ دونوں اس کے لئے دوزخ کے لئے آڑ بن جائیں گی۔“ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ☆

قیامت کے دن پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَّا بَعْدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ . الْقَارِعَةُ . مَا الْقَارِعَةُ .
وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ . يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ .
وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ . صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

محترمہ صدر معلمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قیامت کا دن بڑا ہی
ہولناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ
السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ . اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو بلاشبہ قیامت کا زلزلہ ایک بڑی
چیز ہے۔ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت کوئی بھی چیز باقی نہیں بچے گی۔ انسان
جیوان چاند سورج ستارے پہاڑ سب کے سب تباہ و برباد ہو جائیں گے اور قیامت
اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک ایک بھی اللہ کا نام لینے والے باقی رہیگا۔

نقحہ راولی کے وقت دنیا کی حالت کیا ہوگی

صور پھونکنے جانے سے نہ صرف یہ کہ انسان مرجائیں گے بلکہ کائنات کا
نظام ہی درہم برہم ہو جائے گا، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے اور بے
نور ہو جائیں گے، چاند سورج کی روشنی ختم کر دی جائیگی، زمین ہموار میدان بن
جائے گی، پہاڑ اڑتے پھریں گے۔

ذیل کی آیات و احادیث سے یہ باتیں واضح طور پر ظاہر ہو رہی ہیں۔ ارشاد
باری ہے: ”الْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ
كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ“ وہ کھڑکھڑانے
والی کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی جس روز
لوگ پروانوں کی طرح اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو گے۔

الْقَارِعَةُ (کھڑکھڑانے والی) قیامت کو فرمایا ہے، یہ نام اس کا اس لئے رکھا گیا
کہ وہ دلوں کو گھبراہٹ سے اور کانوں کو سخت آواز سے کھڑکھڑا دے گی، اس روز
انسان پروانوں کی طرح بے تابانہ بدحواس ہو کر محشر کی طرف جمع ہونے کے لئے
چل پڑیں گے۔ ایسے غیر منظم طریقہ پر چلیں گے کہ جیسے پروانے اندھا دھند چراغ
پر گرتے جاتے ہیں اور پہاڑوں کا یہ حال ہوگا کہ جیسے دھنیا اون یا روٹی کو دھن کر
ایک ایک پھایا اڑا دیتا ہے اسی طرح پہاڑ متفرق ہو کر اڑ جائیں گے۔ سورہٴ مرسلات
میں فرمایا: وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ (اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے) سورہٴ نبا
میں فرمایا: وَسَيَّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا (اور چلائے جائیں گے پہاڑ تو
ہو جائیں گے چمکتا ہوا ریت) سورہٴ نحل میں فرمایا: وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا
جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنِعَ اللَّهُ الَّذِي اتَّقَنَ كُلَّ شَيْءٍ أَوْتَوْ

دیکھے پہاڑوں کو یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ جھے ہوئے ہیں حالانکہ وہ چلیں گے بادل کے چلنے کی طرح کارِ یگیری اللہ کی جس نے درست کیا ہر چیز کو، یعنی یہ بڑے بڑے پہاڑ جن کو تم اس وقت دیکھ کر یہ خیال کرتے ہو کہ یہ ایسے جھے ہوئے ہیں کہ کبھی اپنی جگہ سے جنبش ہی نہ کھاسکیں گے۔ ان پر ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ یہ روئی کے گالوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے اور بادل کی طرح تیز رفتار ہوں گے، اللہ رب العزت نے حکمت کے مطابق ہر چیز کو درست کیا اسی نے آج پہاڑوں کو ایسا بوجھل اور بھاری اور جامد بنایا کہ زمین کو بھی ہلنے سے روکے ہوئے ہیں۔ وَالْقِسْفِ الْأَرْضِ رَوَّاسِي أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ (پھر قیامت کے روز ان کا مالک اور خالق ذرہ ذرہ کر کے اڑا دے گا، یہ سب اس صالح حقیقی کی کارِ یگیری ہے جس کا کوئی تصرف حکمت سے خالی نہیں، سورہ واقعہ میں فرمایا: وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًا (اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، پہاڑ پھر ہو جائیں گے اڑتا ہوا غبار)۔

آسمان وزمین

سورہ طہ میں فرمایا: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا اور وہ آپ سے پہاڑوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیں کہ میرا رب ان کو اچھی طرح اڑا دے گا پھر زمین کو چھوڑ دے گا چٹیل میدان نہ دیکھے گا تو اس میں روڑا اور ٹیلا، یعنی قیامت کے روز پہاڑ اڑا دئے جائیں گے اور زمین صاف اور ہموار میدان بنا دی جائے گی کوئی ٹیلہ اس پر نہ رہے گا۔ سورہ ابراہیم میں فرمایا: يَوْمَ تَبْدُلُ الْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ جس دن بدل دی جائے اس زمین سے دوسری زمین اور بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہوں گے اللہ واحد قہار کے سامنے۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ آسمان وزمین قیامت کے روز بدل دئے جائیں گے اور اپنی اس ہیئت موجودہ پر برقرار نہ رہیں گے اس آیت کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ جب آسمان وزمین بدلے جائیں گے تو اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟ اسکے جواب میں فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پل صراط پر ہوں گے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت شریفہ میں جو آسمان وزمین کے بدلے جانے کا ذکر ہے وہ حساب کتاب ہونے کے بعد اس وقت ہوگا جب کہ لوگ جنت یا دوزخ میں بھیجے جانے کیلئے پل صراط پر پہنچ جائیں گے۔

سورہ تکویر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ. جب سورج بے نور ہو جائیگا اور ستارے ٹوٹ پھوٹ کر گرنے لگیں گے اور جب پہاڑ جل پڑیں گے اور دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بے کار پھریں گی اور جنگلی جانور جمع کئے جائیں گے اور جب دریا بھر کائے جائیں گے اور جب نفوس جوڑ دیے جائیں گے۔ دوسری جگہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ وَأَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ. جب آسمان پھٹ جائیگا اور اس نے اپنے رب کی سن لیا اور وہ اسی کے لائق ہے اور جب زمیں پھیلا دی جائیگی اور نکال دے گی جو کچھ اس میں اور خالی ہو جائیگی اور اس نے اپنے رب کی سن لی اور وہ اسی کے لائق ہے، بہر حال قیامت کی ہولناکی بڑی عظیم شئی ہے۔ قیامت اسی وقت قائم ہوگی۔ جب زمین پر صرف کفار ہی رہ جائیں اور جانوروں کی طرح خواہش نفس کو پوار کریں گے اور طرح طرح کی برائیاں انکے اندر ہوں گی۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین! وَإِخْرُجُوا نَارًا أَلْمِينِ

پڑوسی کی ضروریات کا خیال لازم ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ. فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا
تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ
وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ. إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَلَاً
فَخُورًا. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

قابل صد احترام معلمات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! انسان اپنے
والدین اور رشتے داروں کے علاوہ پڑوسیوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے اور اسکی خوشگوار
اور ناخوشگوار زندگی کے چین و سکون پر اور اخلاق کے بناؤ بگاڑ پر کافی اثر پڑتا
ہے۔ اسلام نے اس کو بڑی اہمیت دی ہے اور پڑوسی کے حقوق بیان کر کے اس کی
اہمیت کو مزید دو بالا کر دیا۔ حتیٰ کہ مذہب کی بھی کوئی قید نہیں لگائی، اگر پڑوسی غیر مسلم
ہے، تو اس کے بھی حقوق ہم پر عائد ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں پڑوسیوں کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ حضرت جابر
بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین قسم
کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ پڑوسی جس کا صرف ایک ہی حق ہوتا ہے، اور وہ حق کے لحاظ
سے سب سے کم درجہ کا پڑوسی ہے۔ دوسرا وہ پڑوسی جس کے دو حق ہیں۔ تیسرا وہ جس
کے تین حق ہوں۔ ایک حق والا مشرک (غیر مسلم) پڑوسی ہے، جس سے کوئی رشتہ
داری بھی نہ ہو۔ اور دو حق والا پڑوسی وہ ہے، جو پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلم بھی ہو
۔ اس کا ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے ہوگا، اور دوسرا حق پڑوسی ہونے کی وجہ سے۔
اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہو، مسلم بھی ہو، اور رشتہ دار بھی ہو، تو اس کا
ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے ہوگا۔ دوسرا حق پڑوسی ہونے کی وجہ سے ہوگا۔ اور تیسرا حق رشتہ داری کا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار ارشاد

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار ارشاد عرض کرنا ہے: فرمایا۔ اگر تمہارا پڑوسی
تمہارے تنور میں روٹی پکانا چاہے، یا تمہارے پاس اپنا سامان ایک دن یا نصف دن
کے لئے رکھنا چاہے تو فلا تمنعه، اسے منع نہ کرنا۔“

فرمایا: لا یمنع جار جارہ ان یعزن خشبتہ فی جدارہ۔ کوئی پڑوسی اپنے
پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھوٹی گاڑنے سے نہ روکے۔“ (صحیح بخاری و مسلم بروایت حضرت ابی ہریرہ)

فرمایا: لیس المؤمن الذی یشبع و جارہ جائع الی جنبہ ”مؤمن
نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے پہلو میں بسنے والا پڑوسی بھوکا ہو۔“

(شعب الایمان، بروایت حضرت عبداللہ بن عباس)

فرمایا: ما امن بی من بات شعبان و جارہ جائع الی جنبہ
”جو شخص خود شکم سیر ہو کر سویا اور پہلو اس کا پڑوسی بھوکا رہا وہ مجھ پر ایمان

نہیں لایا۔“ (طبرانی کبیر) اندازہ فرمائیے پڑوسیوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں اور ان کی ادائیگی ہم پر کس قدر لازم ہے؟

ہمسایہ کو کھانے کا تحفہ

بھوکے پڑوسی کو خوراک پہنچانے کی ذمہ داری کے متعلق تو آپ کو معلوم ہو گیا۔ حضرت ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اذا طبخت مرقۃ فاكثر ماها وتعاهد جيرانك۔ جب تم شوربہ پکاؤ تو اس میں بیشک پانی زیادہ ڈال لیا کرو مگر اپنے پڑوسی کی خبر گری ضرور کیا کرو۔ (صحیح بخاری)

اس کے ساتھ ہی ارشاد ہوا: يانساء المسلمات لا تحقرن جارة الجارة ولو فرسق شاة. اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی ہمسائی کے تحفہ کو حقیر نہ سمجھے خواہ بکری کی کھری ہو۔

دوسری روایت میں ہے: ولو بظلف لحرق خواہ بکری کی جلی ہوئی

کھری ہو۔ (بخاری و مسلم، بروایت حضرت ابی ہریرہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حکم کی تعمیل کیسے کی اس کی ایک مثال غور فرمائیے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک بکری ذبح کی گئی۔ انہوں نے اپنے اہل خانہ سے دریافت کیا۔ تم نے اس کا گوشت ہمارے یہودی ہمسایہ کو بھیج دیا ہے؟ انہوں نے کہا، نہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا گوشت یہودی پڑوسی کو بھیج دو۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ما زال جبرئیل علیہ السلام یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثہ۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے مجھے پڑوسی کے حقوق کے بارہ اس طرح مسلسل وصیت کی کہ میں نے گمان کیا وہ عنقریب پڑوسی کو وراثت میں حصہ دار

بنادیں گے۔ (صحیح بخاری و مسلم) حدیث میں آتا ہے کہ اگر تم کوئی پھل خرید کر لاؤ تو اس میں سے پڑوسی کے یہاں بھی ہدیہ بھیج دو اور اگر ایسا نہ کر سکو (اتنی وسعت نہ ہو) تو اس کو چھپا کے لاؤ تا کہ پڑوس والوں کو خبر نہ ہو اور اس کی بھی احتیاط کرو کہ تمہارا کوئی بچہ وہ پھل لے کر گھر سے باہر نہ نکلے کہ پڑوسی کے بچے کے دل میں اسے دیکھ کے جلن پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو توفیق دے کہ وہ اپنے رسول ﷺ کی ہدایتوں کی قدر و قیمت کو سمجھیں اور اپنی زندگی کا معمول بنا کر اس کی ہمیش بہا برکات کا دنیا ہی میں تجربہ کریں۔ اللہ ہم سب کو سنت نبوی ﷺ پر عمل کر نیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



مرنبوالے سے قبر میں سوال و جواب

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ
لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. يُثَبَّتِ اللَّهُ الدِّينَ أَمْنُوا
بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ. صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

میری مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! ہم دنیا میں
بھیجے گئے ہیں ایک وقت مقررہ کیلئے۔ ان احل اللہ اذا جاء لا يؤخر۔ بے شک جب
اللہ کا مقررہ وعدہ آجایگا تو ٹل نہیں سکتا۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر جاندار موت کا
مزہ چکنے والا ہے جو بھی دنیا میں آیا اسکو یہاں سے جانا ہی پریگا۔ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ
نہیں ہے چند روزہ زندگی ہے اور جو کچھ یہاں کریں گے۔ مرنے کے بعد اس کا حساب
دینا پڑیگا۔ اسلئے ہم جو کچھ کریں سوچ سمجھ کر کریں اور ہر وقت آخرت کی فکر کریں تاکہ
مرنے کے بعد ہم کو راحت و سکون نصیب ہو۔ اور اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو۔

مومن بندہ قبر میں مطمئن ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
بلاشبہ مردہ اپنی قبر میں پہنچ کر بے خوف اور باطمینان بیٹھتا ہے۔ پھر اس سے سوال کیا
جاتا ہے کہ (تو دنیا میں) کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں اسلام میں تھا؟
پھر اس سے سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدے میں) یہ کون ہیں؟ (جو تمہاری طرف
بھیجے گئے) وہ جواب دیتا ہے کہ وہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس اللہ کے پاس
سے کھلے کھلے معجزے لے کر آئے۔ سو ہم نے ان کی تصدیق کی، پھر اس سے پوچھا
جاتا ہے کہ کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے۔ دنیا میں کوئی آدمی اللہ کو نہیں
دیکھ سکتا۔ (پھر میں کیسے دیکھ لیتا؟)۔

پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے (جس کے
ذریعہ) وہ دوزخ کو دیکھتا ہے کہ آگ کے انگارے آپس میں ایک دوسرے کو کھائے
جاتے ہیں (جب وہ دوزخ کا منظر دیکھ لیتا ہے) تو اس سے کہتے ہیں کہ دیکھ اللہ
تعالیٰ نے تجھے کس مصیبت سے بچایا، پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک
روشن دان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعے) وہ جنت کی رونق اور جنت کی دوسری
چیزیں دیکھ لیتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ (جنت) تیرا ٹھکانا ہے تو یقین ہی
پرزندہ رہا اور یقین ہی پر تجھے موت آئی اور یقین ہی پر تو قیامت کے روز (قبر سے)
اٹھے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

پھر فرمایا کہ نافرمان آدمی خوف زدہ اور گھبرایا ہوا اپنی قبر میں بیٹھتا ہے، اس
سے سوال ہوتا ہے کہ تو دنیا میں کسی دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں۔
پھر اس سے (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق) سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدہ میں)

یہ کون ہیں وہ کہتا ہے کہ اس بارے میں میں نے وہی کہا جو اور لوگوں نے کہا پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اس کی رونق اور اس کے اندر دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ (تو نے خدا کی نافرمانی کی) خدا نے تجھے کس نعمت سے محروم کیا۔ پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ دوزخ کو دیکھ لیتا ہے کہ آگ کے انگارے ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو شک ہی پر زندہ رہا اور شک ہی پر تجھے موت آئی اور انشاء اللہ قیامت کو بھی تو اسی شک پر اٹھے گا۔ (مشکوٰۃ)

فرشتے کہیں گے تو دلہن کی طرح سو جا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں کہ تو کیا کہتا ہے ان صاحب کے بارے میں (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ اگر مومن ہے تو جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، یہ سن کر وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دے گا، پھر اس کی قبر ستر ہاتھ مربع کشادہ کر دی جاتی ہے، پھر منور کر دی جاتی ہے پھر اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ (اب تو) سو جا، وہ کہتا ہے کہ میں تو اپنے گھر والوں کو (اپنا حال) بتانے کے لیے جاتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ (یہاں آ کر جانے کا قانون نہیں ہے!) تو سو جا جیسا کہ دلہن سوتی ہے جسے اسکے

شوہر کے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا (لہذا وہ آرام سے قبر میں رہتا ہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز اس جگہ سے اٹھائے گا۔ اور اگر مرینوالا منافق (یا کافر) ہوتا ہے تو وہ منکر نکیر کو جواب دیتا ہے کہ میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی کیا اس سے زیادہ میں نہیں جانتا، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو خوب جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دیکھا پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس کو بھینچ دے، چنانچہ زمین اس کو بھینچتی ہے جسکی وجہ سے اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر چلی جاتی ہیں پھر وہ قبر کے اندر عذاب ہی میں رہتا ہے یہاں تک کہ (قیامت کو) خدا اسے وہاں سے اٹھائے گا۔ (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان والے عالم برزخ میں مطمئن ہونگے اور ان کے ہوش و حواس سالم رہیں گے حتیٰ کہ انکو نماز کا دھیان ہوگا اور فرشتوں کے سوال کا جواب دینے میں بے خوف ہونگے اور جب اپنا اچھا حال دیکھ لیں گے تو گھر والوں کو خوشخبری دینے کیلئے فرشتوں سے کہیں گے کہ میں ابھی نہیں سوتا، گھر والوں کو خبر کرنے جاتا ہوں، اور انتہائی خوشی میں اپنا انجام بخیر دیکھ کر فوراً ہی قیامت قائم ہونیکا سوال کریں گے تا کہ جلد سے جلد جنت میں پہنچیں جس پر خداوند عالم کا کرم ہو اس کے ہوش و حواس باقی رہتے ہیں اور اس سے اللہ جل شانہ، صحیح جواب دلاتے ہیں جیسا کہ سورہ ابراہیم میں فرمایا يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ اِيْمَانِ وَالْوَالِدِ كَوَالِدِ اس كِي بَات (یعنی کلمہ طیبہ) سے دنیا و آخرت میں مضبوط رکھتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ لوگ تم کو قبر میں رکھ کر اور مٹی ڈال کر چلے آئیں گے پھر تمہارے پاس قبر کے ممتحن (امتحان لینے والے) آئیں گے جنکی آواز سخت گرج کی طرح ہوگی اور جن کی آنکھیں نظر اچک لینے والی بجلی کی طرح ہونگی سو وہ تم کو ہلا

ڈالیں گے اور تم سے حاکمانہ گفتگو کریں گے بتاؤ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اس وقت ہماری عقل ہمارے ساتھ ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں اسی طرح عقلیں تمہارے ساتھ ہوں گی جیسی آج ہیں! یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہے عرض کیا کہ بس تو میں نمٹ لوں گا۔

جو قبر میں کامیاب ہو گیا وہ بعد میں بھی کامیاب ہوگا

قبر کا منظر بڑا ہی وحشتناک ہوگا جو مرنے کے بعد پیش آنے والے امتحان میں کامیاب ہو گیا تو بعد میں بھی کامیابی اس کا قدم چومے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبر کے پاس سے گذرتے تو اس قدر روتے کہ ریش مبارک تر ہو جاتی کسی نے پوچھا کہ جب جنت و دوزخ کا تذکرہ سنتے ہیں تو اس قدر نہیں روتے جتنا کہ قبر کو دیکھ کر تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے جو یہاں کامیاب ہو گیا وہ بعد کی منزلوں میں بھی کامیاب رہیگا دنیا میں جس طرح زندگی گزارے گا آخرت میں ویسا ہی بدلہ ملے گا اگر کوئی یہ چاہے کہ کفر و شرک میں مبتلا رہے اور منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات اچھی طرح یاد کر لے تو آخرت میں کامیاب ہو جائیگا ایسا ہرگز نہیں بلکہ شریعت مطہرہ کے قوانین کے مطابق زندگی گزارنی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی احکامات پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

علماء کرام کی صحبت اور فضیلت

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ أَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

صدر جلسہ قابل صد احترام معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو، ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں، اہل علم ہی اللہ سبحانہ کی معرفت رکھتے ہیں اسی لئے وہ اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں اور علمائے و صلحاء کی صحبت اختیار کرنی چاہیے احادیث میں اس کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں آدمی جیسے لوگوں کی صحبت اختیار کریگا ویسے ہی بنے گا نیکوں کی صحبت سے نیک ہوگا اور بروں کی صحبت سے برا ہوگا۔

علماء کی صحبت کے سات فوائد

فقیر ابو الیث سمرقندی فرماتے ہیں: کہ جو شخص علماء کرام کے ساتھ نشست و برخاست رکھے مگر ضعف حافظہ کی وجہ سے کوئی چیز یاد نہ کر سکے، تب بھی علماء کرام کے پاس اٹھنے بیٹھنے کی برکت سے اس کو سات طرح کی فضیلت حاصل ہوگی۔

(۱) طلبہ اور متعلمین کا درجہ حاصل ہوگا (۲) جب تک عالم کی خدمت میں بیٹھا ہے، جب تک حاضر ہے اس وقت تک گناہ سے معذور و محفوظ ہے (۳) جب اپنے گھر سے حاضری کے ارادہ سے چلا اسی وقت سے منجانب اللہ اس پر رحمت کا نزول شروع ہو جاتا ہے (۴) جب علمی حلقہ میں پہنچ جاتا ہے تو طلبہ پر نازل ہونے والی رحمت کے حصہ سے یہ بھی بہرہ ور ہوتا ہے (۵) جب تک عالم کی بات سنتا رہے گا طاعت و عبادت کا ثواب لکھا جاتا رہے گا (۶) جب کوئی ایسی بات سنے گا جو اس کے فہم سے بالاتر ہے اور اس وجہ سے وہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی جس سے اس کو رنج و غم ہوگا تو یہ اللہ سے لو لگانے کا ذریعہ بنے گا (۷) جب کھلی آنکھوں اس کو یہ نظر آئے گا کہ مسلمان علماء، صلحاء کی عزت و توقیر کرتے ہیں اور فاسق و گنہگاروں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے تو اس کا دل گناہ سے متنفر اور نیکی، علم و طاعت کی طرف متوجہ ہوگا۔ اسی لیے علمائے کرام کی صحبت میں رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

چنانچہ بزرگان دین فرماتے ہیں: کہ (۱) جو مالداروں کے ساتھ میل جول اور تعلقات رکھے گا تو ان کی وجہ سے اس کے دل میں مال کی محبت پیدا ہوگی، اور جو شخص فقراء غریبوں کے ساتھ تعلقات رکھے گا تو اس کو شکر اور رضا بقضا کی دولت حاصل ہوگی، اور جو بادشاہ و وزراء، حاکم اور سرداروں کیساتھ نشست و برخاست رکھے گا تو اسکے اندر کبر و بڑائی پیدا ہوگی، اور جو عورتوں کیساتھ زیادہ اختلاط رکھے گا تو

اس میں جہالت اور زیادہ شہوانیت پیدا ہوگی، اور جو بچوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھے گا تو اسکے مزاج میں مذاق و مزاح نہی و تمسخر پیدا ہوگا۔ اور فاسقوں و بدکار لوگوں کا جو ہم نشین بنے گا تو توبہ سے غفلت اور گناہوں پر جرات میں اضافہ ہوگا، اور صلحاء و نیک لوگوں کے پاس جس کی آمد و رفت رہے گی تو نیکیوں کی رغبت اس میں پیدا ہوگی، اور عالموں کیساتھ جس کا ربط و ضبط ہوگا تو اسکے علم و تقویٰ میں اضافہ ہوگا۔

علماء کا مقام اور صحبت کا اثر

حضور نبی کریم ﷺ نے اس امت کے علماء کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ یہ حدیث تو ضعیف ہے مگر فضائل میں ضعیف قابل تحمل ہے۔ نبی کریم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو دن بھر روزے رکھتا ہے اور رات بھر نوافل پڑھتا ہے اور ایک شخص فرائض پڑھ کر پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہو جاتا ہے ان دونوں میں کون مرتبے میں بڑھا ہوا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنی آدمی پر یہ ہے مقام و مرتبہ علماء کرام کا علماء و صلحاء کی فضیلت بہت بڑی چیز ہے مثل مشہور ہے خر بوزہ خر بوزہ کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے اس لئے علمائے کرام کی صحبتوں میں رہنا دنیا و آخرت کی بھلائی کا ذریعہ اور سبب ہے جیسے عالم کی صحبت میں رہیں گے ویسے ہیں اثر ہمارے اندر آریگا، علمائے کرام کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر، ہو سکتے ہیں یعنی یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء دراہم و دنانیر یعنی

روپے پیسے اور جائیداد کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں علماء کرام کتاب اللہ اور احادیث نبوی کے حامل ہوتے ہیں اور قوم کو اسی کتاب و سنت کی دعوت دیتے ہیں اب انبیاء کرام ﷺ کی آمد کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے منقطع ہو گیا اسلئے علماء ہی کی ذمہ داریاں ہیں کہ دین کو صحیح شکل و صورت میں امت کو پہنچائیں اور بدعات و خرافات جو کچھ در آئے اس کو پا کو صاف کر کے لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ الحمد للہ ایسے علماء ہر دور میں موجود تھے اور آئندہ بھی ایسے بہت سے علماء کرام آتے رہیں گے جو دین کو صحیح شکل میں پیش کریں گے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

حجاب عورت کی ترقی میں کبھی رکاوٹ نہیں!.....!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُوْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاَتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهٖ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضِلِّهٗ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُولٰٓئِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلمہ اور اس جامعہ کی مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! حجاب عورت کی ترقی میں کبھی رکاوٹ نہیں بنا، اس تعلق سے چند باتیں آپ کے گوش گزار کرنی ہے۔ سب سے پہلے ہم کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ اللہ کے فرمودات اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے سے کبھی بھی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا نہیں ہو سکتی ہے اور پردہ اسلام میں بڑی اہمیت کا حامل ہے شریعت

مطہرہ نے عورتوں کیلئے پڑدے اور حجاب کو لازم اور ضروری قرار دیا جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچ جائے تو لباس کیلئے غیر محرموں سے پردہ کرنا بہت ضروری ہے حتیٰ کہ شادی سے پہلے جو ان لڑکیوں کیلئے خوشبو لگانا اور بناؤ سنگار کرنا بھی پسندیدہ عمل نہیں قرار دیا گیا عورت کیلئے زیب و زینت اور بناؤ سنگار کی اجازت صرف شوہر کو خوش کر کے کیلئے ہے حتیٰ کہ عورت کیلئے بلا ضرورت باہر نکلنے کو بھی مستحسن نہیں قرار دیا جاتا اور اگر بدرجہ مجبوری نکلنا ہی پڑے تو زیب و زینت کے بغیر معمولی کپڑوں میں نکلے۔

۱۸۸۶ء سے ۱۹۱۸ء کے درمیان مصر کی معروف اسکالر اور شاعرہ محترمہ باحثة بادیہ نے ایک پاکیزہ معاشرہ کو وجود میں لانے کے لیے لڑکیوں کی تعلیم کے ساتھ دیگر معاشرتی مسائل کو بھی اپنا موضوع بحث بنایا۔ مثلاً نکاح، تعدد ازدواج، پردہ اور بے پردگی و آزادانہ اختلاط پر کھل کر بحث کی۔ انہوں نے لڑکیوں کو معاشرہ کا ایک اہم حصہ بتایا اور ان کی صحیح اسلامی تربیت پر لوگوں کو ابھارا۔ انہوں نے عورت کیلئے پردہ کو ضروری قرار دیا اور بے پردگی کو موجب فساد بتایا۔ مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کی سخت مذمت کی اور عورت کا بن سنور کر اور زیب و زینت سے آراستہ ہو کر گھر سے نکلنا معیوب بتایا۔ انہوں نے عورتوں کے حقوق کی پر زور حمایت کی۔ ۱۹۱۱ء میں باحثة بادیہ نے پہلی مصری کانفرنس میں ایک تقریر کی جس میں انہوں نے عورتوں کے حقوق سے متعلق دس نکات رکھے۔

۱۔ لڑکیوں کو دینی تعلیم یعنی قرآن و سنت کی تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔

۲۔ لڑکیوں کے لیے ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے مواقع فراہم کیے جائیں اور ابتدائی تعلیم کو ملک کے تمام طبقوں کے لیے لازمی قرار دیا جائے۔

۳۔ علم امور خانہ داری کی نظری و عملی تعلیم نیز قوانین حفظان صحت، تربیت

اطفال وغیرہ کی تعلیم دی جائے۔

۴۔ لڑکیوں کی ایک خاص تعداد کو جو مصری عورتوں کی ضرورت کے لیے کافی ہو علم طب اور فنِ تعلیم حاصل کرنے میں لگایا جائے۔

۵۔ عورتوں کو اعلیٰ تعلیم کے مواقع حاصل ہوں اور وہ اس سلسلہ میں مکمل آزادی سے بہرہ ور ہوں۔

۶۔ لڑکیوں کو بچپن ہی سے راست گوئی، محنت، صبر و استقلال اور دیگر اچھی باتوں کی تربیت دی جائے۔

۷۔ پیغام نکاح کے سلسلے میں شرعی طریقہ کی پابندی کی جائے اور کسی مرد اور عورت کے درمیان اس وقت تک نکاح نہ ہو جب تک وہ کسی محرم کی موجودگی میں ایک دوسرے کو نہ دیکھ لیں۔

۸۔ حجاب اختیار کرنے اور گھر سے باہر نکلنے میں آستانہ کی ترکی عورتوں کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

۹۔ ملکی فلاح و بہبود کو مد نظر رکھا جائے اور حتیٰ الامکان اشیاء و اشخاص کے معاملہ میں غیر ملکی کو ترجیح نہ دی جائے۔

۱۰۔ مرد اس بات کا اہتمام کریں کہ اصول مذکورہ بالا پر عمل کیا جاسکے۔

(بحوالہ باحثة بادیہ، النساءیات جلد اول مطبع الجریڈہ مصریہ ۱۱۷-۱۱۸)

عبدالقادر مغربی عورت کی تعلیم کے حامی اور شرعی حجاب کے قائل

تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ شرعی حجاب نہ تو یہ ہے کہ عورت ہمیشہ کے لیے گھر میں قید کر دی جائے اور باہر کی دنیا سے اس کا ربط بالکل منقطع کر دیا جائے۔ اور نہ وہ ہے جس کی دعوت پردہ کے مخالفین نے دی ہے۔ کیوں کہ انہوں نے شرعی حجاب سے مراد وہ طرز معاشرت لی ہے جو یورپ اور امریکہ کی عورتیں اختیار کیے ہوئے ہیں۔ بلکہ حجاب شرعی ان دنوں

کے درمیان کی راہ ہے۔ انہوں نے یہ بات زور دے کر کہی کہ حجاب کبھی عورت کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

عورتوں کو چاہیے کہ حجاب پر زور دیں اور بلا حجاب ہرگز نہ نکلیں اگر ہم سختی سے اس پر عمل کریں گی تو اس کی مخالفت کرنیوالے خود بخود خاموش ہو جائیں گے اور جب سستی کریں گے تو لوگوں کو مخالفت کرنے کا موقع ملے گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

☆☆☆

علم دین سے فہم و بصیرت حاصل ہوتی ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ أَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

میری مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! قرآن و حدیث میں علم دین کی اہمیت اور فضائل اور اس کا حاصل کرنا کئی ایک مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ علم دین میں درک اور مہارت پیدا کرنا فرض کفایہ ہے یعنی کم از کم چند لوگوں کیلئے علم دین میں کما حقہ مہارت حاصل ضروری ہے سورہ توبہ کے اخیر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَآفَّةً فَلَوْ

لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ
إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (سورۃ التوبہ: ۱۲۲)

”اور مسلمانوں کو ایسا نہ کرنا چاہیے کہ سب کے سب نکل کر کھڑے ہوں مگر ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت نکل کر آئے تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور (پھر) واپس جا کر اپنی قوم کو خبردار کریں شاید (ان کے سمجھانے سے) ان کی قوم (برائیوں سے) بچ جائے۔“

حضرت مولانا خالد فیصل ندوی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے سماعت و بصارت کی قوت دی ہے، زبان و بیان کی صلاحیت بخشی ہے، قلب و دماغ کی نعمت عطا کی ہے، فہم و بصیرت کی طاقت دی ہے اور قلم و قرطاس کی دولت بھی دی ہے، الغرض اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو علم و معرفت کے سارے وسائل و ذرائع مہیا فرمائے ہیں اور اسی بناء پر تمام مخلوقات پر ان کو فضیلت و فوقیت عطا کی ہے اور سب سے زیادہ مکرم و ممتاز بنایا ہے اور دنیا کی تمام چیزوں کو اس کے تابع و ماتحت کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی متعدد سورتوں (بقرہ ۳۱، اسراء ۷۰، دہر ۲، رحمان ۴، جاثیہ ۱۲، ۱۳ اور علق ۴، ۵) میں اس حقیقت کو بڑی وضاحت کیساتھ بیان فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یقیناً ہم نے بنی آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزی دی اور اپنی بہت سے مخلوق پر انہیں فضیلت بخشی۔ (سورہ اسراء ۷۰)۔

علم کی حقیقت

دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں انسانوں کے ماتحت ہیں اور دنیا میں موجود سارے علوم و فنون (فلسفہ و منطق، سائنس و جغرافیہ، طب و حکمت، معاشیات

و اقتصادیات وغیرہ) انسانوں کی ضروریات کی تکمیل میں مدد و معاون ہیں؛ لیکن دنیا و آخرت میں انسان کی حقیقی کامیابی و کامرانی کے لئے جو علم مطلب اور محمود ہے، اس کو قرآن کریم میں ایک جگہ ”علم من الكتاب“ (آسمانی کتاب کے علم) سے متعین کیا گیا ہے اور اس کی وضاحت سورہ توبہ کی آیت ۱۲۲ میں ”تفقه فی الدین“ (دین کی سوجھ بوجھ) سے کی گئی ہے اور تفقہ کا مطلب یہ ہے کہ دین کے معنی و مفہوم کو سمجھا جائے، اس کے اوامر و نواہی کو جانا جائے، دین میں فہم و بصیرت حاصل کی جائے۔ چنانچہ امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ نے تفقہ کی تعریف یہ کی ہے کہ: ”انسان ان تمام کاموں کو سمجھ لے جن کا کرنا اس کے لئے ضروری ہے اور ان تمام کاموں کو بھی سمجھ لے جن سے بچنا اس کے لئے ضروری ہے۔“

علم و معرفت اللہ تعالیٰ کی بیش بہا دولت ہے، دنیا میں خیر کثیر کا موجب ہے، قدر و منزلت کا باعث ہے اور آخرت میں نجات و سعادت کا سبب ہے؛ لیکن علم و معرفت کا یہ گنجائے گراں مایہ ان ہی خوش نصیب انسانوں کو ملتا ہے جن کا دل ایمان کامل سے منور ہو، جن کے قلب و دماغ میں قرآن و حدیث کی بات جاگزیں ہو اور قرآن و حدیث جن کے غور و فکر کا محور ہو اور ان خوش نصیبوں کا مرتبہ و مقام ان کے ایمان و علم کے بقدر ہی بلند و بالا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جو علم دئے گئے ہیں، کے درجے بلند کریں گے۔“ (بخاری ۱۱) یقیناً طالبان علوم نبوت کی عزت و عظمت اور قدر و منزلت قرآن و حدیث میں تسلیم شدہ ہے علم و معرفت کے سب سے بڑے علمبردار دین اسلام نے نہایت ہی بلیغ انداز میں اعلان عام کیا ہے کہ: ”کیا صاحب علم اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں (زمر ۹) اور دوسری جگہ صاحب علم ایک فضیلت و برتری یوں ظاہر کی گئی ہے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول پڑا کہ آپ پلک جھپکائیں اس

سے بھی پہلے میں اسے (عرضِ ملکہِ سبا) آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں (نمل ۴۰) اسی طرح سے علم کی عظمت و افادیت اور صاحبِ علم کی تعریف و تحسین قرآن کریم کی بہت سی سورتوں (بقرہ ۲۲۷، عمران ۱۷ و ۱۸، انعام ۸۰، اعراف ۸۹، توبہ ۱۲۲، طہ ۲۸، غافر ۷، قصص ۸، روم ۵۶، سبا ۶، یوسف ۶۱، نحل ۲۷، اور اسراء ۱۰۷) میں مختلف اسلوب و انداز میں بہت زیادہ اہتمام کے ساتھ موجود ہے، ان آیات میں علم و معرفت کی اہمیت و افادیت، اس کے حاصل کرنے کی ترغیب و تشویق اور اسکے سیکھنے کے طریقے کی وضاحت و تعیین موجود ہے، اسی طرح احادیث مبارکہ میں علم اور صاحبِ علم کی بڑی عظمت و فضیلت وارد ہوئی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔ (ترمذی)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک آیت کا سیکھنا سو رکعت نفل پڑھنے سے افضل ہے اور ایک پورے سبق کا علم حاصل کرنا ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے، حدیث شریف کے مبارک الفاظ یہ ہیں کہ: ”اگر تم صبح جا کر قرآن کریم کی ایک آیت سیکھ لو تو نوافل کی سو رکعت سے افضل ہے اور اگر علم کا ایک باب (مثلاً نماز یا روزہ کا سبق) سیکھ لو خواہ اس وقت کا عمل ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعت نوافل پڑھنے سے بہتر ہے۔“ (ابن ماجہ) ایک حدیث میں ہے کہ کتاب و سنت کا علم حاصل کرنا بہت ہی فضیلت والا عمل ہے، بلکہ دنیا کے مال و متاع سے کہیں زیادہ بالا و برتر ہے، آپ ﷺ نے بہت ہی مؤثر و بلیغ انداز میں ارشاد فرمایا کہ: ”تمہارا صبح کے وقت مسجد جا کر قرآن کی دو آیتوں کا سیکھنا یا پڑھنا دو اونٹنیوں سے، تین آیتوں کا تین اونٹنیوں سے اور چار آیتوں کا چار اونٹنیوں سے افضل ہے اور ان کے برابر انٹوں سے بہتر ہے۔ (مسلم)

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ تَمَّ میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے ایک اور حدیث میں آتا

ہے فَقِيهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلٰى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ، ایک فقیہ یعنی دین کی صحیح سمجھ رکھنے والا شیطان پر ایک ہزار عابدوں کے مقابلے میں بھاری ہے چونکہ شیطان کی جالوں سے واقف ہوتا ہے اس لئے شیطان عالم دین اور فقیہ کو باسانی بہکا نہیں سکتا اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو علم دین سکھائیں تاکہ وہ صحیح طور پر دین کی خدمت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم دین کیلئے قبول فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



غیر مسلموں کے ساتھ حضور ﷺ کا حسن سلوک

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا
مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَوْ شَاءَ
رَبُّكَ لَأَمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ

صدر جلسہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات! نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم سب انسان ہیں اس لئے ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے غیروں کیساتھ بھی حسن سلوک کی تعلیم فرمائی ہے کسی شاعر نے نبی کریم ﷺ کی شان میں کتنا اچھا شعر کہا ہے۔

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کبھی بھی
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

نبی کریم ﷺ نے سخت تکالیف برداشت کیں لیکن پھر بھی بددعا نہیں کی بلکہ ہمیشہ ہدایت کی دعائیں کرتے رہے۔ اسلام نے انسان کی عزت و تکریم کا پورا پاس و لحاظ رکھا ہے اور اس کا مقام و مرتبہ بلند کیا ہے چنانچہ آدم کی اولاد، مسلمان و غیر مسلم سب لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی تکریم کی ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبُرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (بنی اسرائیل: ۷۰) اور ہم نے انسان کی عزت کی اور اسے خشکی و تری میں سوار کر دیا۔ اس کو پاکیزہ رزق عطا کیا اور بہت ساری مخلوقات پر فضیلت بخشی۔ اپنے رب کے پاس بشر یعنی انسان ہونے کی حیثیت سے سبھی لوگوں کیلئے انسانی حقوق ہیں البتہ اپنے تقویٰ و ایمان اور حسن اخلاق کے ساتھ آپ ﷺ کے تعامل و برتاؤ میں، اس انسانی قدوے کے اظہار و بیان کے لیے آپ کا حد درجہ ذوق و شوق واضح ہے، چنانچہ صحیح حدیث میں آپ کا فرمان ہے کہ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا حَتَّى تَخْلَفَكُمْ جَبْتُمْ جَنَازَهُ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ، یہاں تک کہ وہ تمہارے آگے ہو جائے، ایک دن کوئی جنازہ آپ کے پاس سے گذرا تو آپ کھڑے ہو گئے، آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ ”جان نہیں ہے کیا؟“ (متفق علیہ)

غیر مسلم کی عیادت

حضرت محمد ﷺ اکثر و بیشتر اوقات غیر مسلم مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔ آپ نے اپنے چچا ابوطالب اور خادم یہودی لڑکے کی حالت مرض میں جا کر

عبادت کی تھی۔ (بخاری) آپ نے پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ ”خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لِأَصْحَابِهِ وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ“ (ترمذی صحیح الابانی) خواہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، ہر ایک پڑوسی کو یہ حدیث شامل و محیط ہے۔

آپ کی بعثت اس کے لیے نہیں ہوئی تھی کہ آپ اپنے مخالفین کی آزادی سلب کر لیں بلکہ آپ نے نادر عجبہ قسم کا عفو و درگزر کا معاملہ پیش کیا، غیروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بنیادی اصول تعامل میں سے تھا کہ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (دین میں زبردستی نہیں)

تبلیغ اسلام طاقت کے زوروں پر نہیں

حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب کو یہ یقین و عقیدہ تھا کہ اتباع اسلام میں ہی حق مضمر ہے اور وہی پہلے کے تمام رسولوں کی رسالت کا اتمام ہے، پھر بھی کسی کے ساتھ اسلام میں داخل کرنے کے لیے زبردستی کی مطلق کوشش نہیں کی، اس معنی و مفہوم کو قرآن نے واضح طور پر اس طرح بیان کیا ہے کہ ”لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ“ (البقرہ: ۲۵۶) دین میں زبردستی نہیں، ہدایت، ضلالت و گمراہی کے مقابلے واضح ہے۔ چنانچہ اسلام میں داخل کرنے کے لیے کسی کو زبردستی کرنے کا حق نہیں ہے، یہاں تک کہ زبردستی اپنے بچوں کا خیر خواہ باپ ہی کیوں نہ ہو اور اپنے حق میں باپ کی شفقت و محبت کا یقین رکھنے والا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس دین اسلام میں زبردستی داخل کرنے سے خود کو دور رکھا۔ اللہ عز و جل نے فرمایا: وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَأَمَنَّ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلَّهُمْ جَمِيعًا، أَفَأَنْتَ تُكْرِهُهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ“ (یونس: ۹۸-۹۹) اگر آپ کا

رب چاہے تو سبھی لوگ ایمان لے آئیں لوگ جب تک مومن نہیں ہو جائیں اس کے لیے کیا آپ ان کو مجبور کریں گے؟ غیر مسلموں کو اپنے دین پر باقی رہنے کے سلسلے میں اسلام نے ان کو صرف آزادی ہی نہیں دی ہے، بلکہ اپنے شعائر کو اپنائے رکھنا بھی مباح قرار دیا اور ان کی عبادت گاہوں کی پوری حفاظت کی ہے۔ اسی طرح اسلام نے شادی بیاہ اور طلاق وغیرہ جیسے امور میں اپنے خاص طریقوں پر غیر مسلموں کو معاشرتی زندگی گزارنے کی اجازت دی ہے۔

نبی رحمت

حضور نبی کریم ﷺ دین حق کی تبلیغ و اشاعت کیلئے طائف تشریف لے جاتے ہیں اہل طائف آپ ﷺ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں پتھروں سے مارتے ہیں گالیاں دیتے ہیں جب وہاں سے واپس آنے لگتے ہیں تو پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو اہل طائف کو پہاڑوں کے بیچ پیس کر رکھ دوں مگر قربان جائیے رحمۃ للعلمین کی شان رحمت پر فرمایا میں رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا گیا ہوں اگر یہ لوگ ایمان نہیں لارہے ہیں تو ان کی نسلیں ایمان لائیں گی اس سے بھی بڑھ کر فتح مکہ کے موقع پر دنیا نے آپ ﷺ کی شان رحمت کو دیکھا جبکہ اسلام کو بیچ دین سے اکھاڑ پھینکنے والے دشمنان اسلام کو یہ کہہ کر معاف کر دیا لَا تَشْرِيْبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ اِذْهَبُوا فَانْتُمُ الطُّلُقَاءُ آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ كُلُّوْا وَاشْرَبُوْا هَيْئًا بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ .

قابل صد احترام معلمات صدر جلسہ مشفق و مہربان معلمات ماؤں اور بہنو!
اللہ تعالیٰ نے مومنین کیلئے جنت میں بے شمار نعمتیں تیار کر رکھی ہیں مختلف نوع کے پھل
فروٹ اور قسمہا قسم کے لذیذ کھانے اور آرام و آسائش کی ایسی ایسی چیزیں ملیں گی
جن کا کسی انسان نے وہم و گمان بھی نہیں کیا ہوگا۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مَا لَارَاتُ عَيْنٌ وَلَا سَمِعَتْ أُذُنٌ
وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٍ أَيْسَى أَشْيَاءِ جَنِّ كَوْنَهُ كَوْنَهُ آتُكَ نَهَى دِيكَهُ أَوْ نَهَى كَوْنَهُ كَوْنَهُ
سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال ہی گذرا، ایسی بیش بہا نعمتیں اللہ تبارک و
تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے تیار کر رکھی ہیں اور ایک دو دن کی نعمت نہ ہوگی بلکہ
ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوگی جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔

زمین کی روٹی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ قیامت کے دن زمین ایک روٹی بن جائے گی جس کو جبار (قہار) اپنے دست
قدرت میں لے کر اٹھے پلٹے گا جیسے تم میں سے کوئی شخص سفر میں روٹی کو الٹتا پلٹتا ہے
الٹ پلٹ کر مستوی بنا کر اللہ تعالیٰ زمین کو اہل جنت کی اولین مہمانی قرار دیگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہی تھا کہ ایک یہودی آپہنچا اور کہنے لگا اے
ابو القاسم خدا آپ پر برکت نازل فرمائے کیا آپ کو بتاؤں کہ قیامت کے دن اہل
جنت کی پہلی مہمانی کس چیز سے ہوگی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں بتا دے
اس نے اسی طرح بیان کیا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ زمین کی ایک
روٹی بن جائیگی (جسے اہل جنت سب سے پہلے ناشتہ کی جگہ کھائیں گے) راوی کہتے
ہیں کہ اس یہودی کی بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف دیکھ کر اس طرح ہنسے
کہ آپ کی آخری ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں (یہ ہنسنا اس خوشی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو
علوم انبیاء سابقین کو دیئے تھے مجھے بھی دیئے ہیں جن میں سے بعض چیزیں نقل در
نقل ہو کر یہودیوں میں بھی مشہور و معروف ہیں) اس کے بعد اس یہودی نے کہا کیا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ (بھی) بتاؤں کہ اہل جنت کا سالن کیا ہوگا (جس سے اولین مہمانی
کی وہ روٹی کھائیں گے جو زمین سے بنی ہوئی ہوگی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ
بھی بتا دے اس یہودی نے کہا کہ بیل ہوگا اور مچھلی ہوگی جس کی کلبجی کے زائد حصے
سے ستر ہزار افراد کھائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

جنت میں کھانے پینے کے لئے بے انتہا نعمتیں ہوں گی جب جنت میں قیام
ہو جائیگا تو برابر کھاتے پیتے رہیں گے مگر سب سے پہلے بطور ابتدائی مہمانی کے جو

ناشتہ پیش کیا جائیگا وہ زمین کی روٹی کا ہوگا اور اس ناشتہ کے کھلانے میں یہ مصلحت ہے کہ زمین میں طرح طرح کے مزے ودیعت رکھے ہیں جو مختلف علاقوں اور ملکوں میں پھلوں اور غلوں اور سبزیوں اور دیگر اشیاء میں پائے جاتے ہیں اور چونکہ کسی بھی شخص نے زمین سے پیدا ہوئی ہوئی ہر نعمت نہیں کھائی ہے بلکہ کوئی اس پھل سے محروم ہے اور کسی کو بوہ پھل نصیب نہیں ہوا ہے اسلئے زمین کی روٹی بنا کر اہل جنت کو پہلے اسکے تمام مزے بحیثیت مجموعی چکھادیئے جائینگے تاکہ جنت کی نعمتوں کو جب کھائیں پئیں تو ہر شخص کا یقین اس طرح سے عین الیقین ہو جائے کہ دنیا میں جو کچھ بھی میں نے یا کسی دوسرے نے کھایا یا پیا ہے وہ سب جنت کی ہر نعمت کے سامنے بیچ ہے۔

یہودی نے جو روٹی کے ساتھ مچھلی اور بیل کا ناشتہ بتایا حضور اقدس ﷺ نے اس کی تردید نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ اس نے صحیح بات کہی ہے، یہ جو کہا کہ مچھلی کی کلبی کے زائد حصہ سے ستر ہزار افراد کھائیں گے اس کے متعلق شارح مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جگر میں ایک ٹکڑا لٹکا ہوا ہوتا ہے جو کھانے میں جگر کا بہترین حصہ ہے کلبی کا زائد حصہ اسی کا فرمایا ہے۔

اللہ کا دیدار سب سے بڑی نعمت

اہل جنت کو اللہ کی طرف سے جو کچھ نوازا جائیگا اور عظیم الشان مہمانی ہوگی اس کا تصور تو یہاں ہو ہی نہیں سکتا دنیا میں جو کچھ دیکھ رہے ہیں خواہ کھانے کے قبیل کی اشیاء ہوں یا استعمالی اشیاء یہ جنت کی نعمتوں بعینہ نقشہ نہیں پیش کر سکتی ہیں وہاں کے پھل فروٹ شہد گوشت اور مچھلیاں انکی کیا لذت ہوگی ان کے کھانے میں کیا لطف آئیگا صحیح معنوں میں اسی وقت ہم جان سکتے ہیں جبکہ وہاں جا کر اس کا مشاہدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس عطا فرمائیں۔ آمین!

جنت میں سب سے بڑی نعمت دیدار خداوندی ہوگا اس سے بڑھکر جنت میں کوئی نعمت نہیں جب جنتی لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے ارشاد فرمائیں گے کیا تم چاہتے ہو میں تم کو ایک چیز عطا کروں وہ بندے عرض کریں گے آپ نے ہمارے چہرے روشن کئے اور دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کیا حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں ان بندوں کے اس جواب کے بعد ایک جناب اٹھ جائیگا وہ روئے حق اور جمال الہی کو بے پردہ دیکھیں گے تو انکا حال یہ ہوگا کہ جو کچھ اب تک انہیں ملا تھا اس سب سے زیادہ محبوب اور پیاری چیز ملی دیدار کی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنا دیدار نصیب فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

”طالبات تقریر کیسے کریں؟“ جلد ششم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

❦❦❦